DELHI UNIVERSITY
LIBRARY

EPU

DELHI UNIVERSITY LIBRARY SYSTEM

Cl No G7cN8 168 M97

Ac. No E2C87 Date of release of loan

This book should be returned on or before the date last stamped

An overdue charge of 10 np will be charged for each day the

السماع غذا من الحق للارواح

الحمد للہ بحمد خلاق کون و مکان و رازق انس و جان نسخہ لاجواب مسمیٰ بہ

۱۳۱۵ ہجری

برہان سماع

سنہ ۱۸۹۷ء

من تالیف جناب حاجی حافظ محمود بخش صاحب چشتی صابری اکبرآبادی

در مطبع معمر الانوار آگرہ باہتمام میر اسحاق علی طبع شد

السماع بدا من الحق للارواح

الحمد للہ بحمد خلاق کون و مکان و رزاق انس و جان نسخہ لاجواب مسمی بہ

سنہ ۱۳۱۵ ہجری

برہان سماع

سنہ ۱۸۹۷ء

من تالیف جناب حاجی حافظ محمود بخش صاحب چشتی صابری اکبرآبادی

در مطبع معتمد الانوار آگرہ باہتمام میر اسحاق علی طبع شد

E2087

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ واہلبیتہ اجمعین اما بعد بندہ ضعیف خاکپائی درویشان محمود بخش چشتی صابری اکبرآبادی عرض کرتا ہی کہ مسئلہ سماع مین قدیما وحدیثاً واعتقاداً وعملاً اختلاف درمیان علمار کرام ہی اگرچہ بہت سی کتابون اور رسالون مین اباحت اور صراحت اس مسئلہ کے بزرگان دین نے تحریر فرمائی ہے اور قدما اور متاخرین باداب و شرائط سماع کو سنتی چلے آئے ہین اور فوائد جو اس سے مترتب ہوتے ہین اوس سے بذریعہ بزرگان دین مانعین کو آگاہی ہوئی ہی اور بجز سکوت اور تسلیم کے کچھ چارہ اونکو نہین ہوا مگر اس زمانہ مین بھی چند صاحب اس مسئلہ مین بہ نظر ظاہر طعن وتشنیع مستمعین وارباب علم ویقین کی شان مین فرماتے ہین اسواسطے یہ چند اوراق واسطے آگاہی اور اظہار حق کے تحریر کئے جاتے ہین

وباللہ التوفیق وھو خیر الرفیق۔

مقدمہ سماع وغنا کے معنی مین

جاننا چاہیے کہ لغت مین معنی سماع بالفتح والکسر کے ذکر مسموع اور مذکور نیک کے ہین قال فی القاموس السمع حس الاذن وما وقر فیھا من شی تسمعہ والذکر المسموع اور اصطلاح مین سماع سے عبارت

وہ سموع مطبوع کہ حادث ہو حسن صوت اور کلام موزون سے — اور معنی لغوی تغنی وغنا کی سرود کہنا اور
آواز طرب وہندہ کے ہین قاموس مین ہی اَلْغِنَاءُ كَكِسَاءٍ مِنَ الصَّوْتِ مَا طُرِبَ بِهٖ — اور معنی عرفی غنا کی
تحریک اور ترجیع آواز کے ساتھہ الحان کے ہین اس تقدیر پر غنا اور سمع مین کچہہ فرق اعتباری نہین ہی صرف
یہ فرق ہی کہ تغنی بمعنی سرود کہنے کے ہے اور سماع عبارت سرود سے اور سننی قول جمیل سے کہ ساتھہ نیک آواز
کے ہو — یہہ تعریف سماع وغنا کی ہے — اور موضوع اسکا حسن صوت اور کلام موزون ہے — اور غرض اوسکی
موافق اختلاف طبایع اور تفاوت استعداد سننے والون کے مختلف ہوتی ہے اگر اہل ہوا اور ہوس ہین
تو صرف حظ نفس و تنشیط خاطر اونکو منظور ہوتی ہے اور جو لوگ دامن گرفتہ اہل اللہ ہین اونکے لئے سماع
موجب اور ذریعہ وصول الی اللہ کا ہوتا ہے —

فصل اول — ہرگاہ سماع صوت حسن اور کلام موزون کا نام ہی تو اوس کے سننے کے لئے کہین
ممانعت نہین ہے بلکہ باعتبار قیاس اور باعتبار نص سننا اوسکا حلال پایا جاتا ہی — قیاس تو یہ ہے
کہ انسان کے لئے عقل اور پانچ حواس اللہ تعالی نے بنائے ہین سمع بصر شم ذائقہ لمس ہر ایک اونمین
سے باعتبار ادراک کے او خوش اور متنفر ہوتا ہے اسواسطہ کہ وہ جبلت اوسکی ہی مثلاً قوت سامعہ ہے
کہ انسان کو آواز خوش کے [illegible] سے خوشی اور کریہہ آواز کے سننے سے کراہت ہوتی ہے اور ایسے ہی قوت
باصرہ ہے کہ انسان اوسکو ذریعہ سے صورت نیک اور شکل جمیل کو پسند اور بدصورت کو ناپسند کرتا ہے
اور علی ہذا القیاس دیگر حواس کا بہی یہی خاصہ ہے — پس خوش آواز خواہ انسان کے گلے سے ہو
یا حیوانات یا جمادات کی صدا سے ہو اوسکے سننے کے لئے قوت سامعہ بہت خوش اور راغب ہوتی ہے
اور باعتبار نص کے جو اباحت سماع صوت حسن کی ہے وہ یہ ہی کہ اللہ تعالے انسان کے لئے احسانًا بیان
فرماتا ہی يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ مفسرین نے خلق سے صوت حسن مراد لی ہے اور فرمایا اللہ تعالی نے
اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ یعنی بدترین اور ناخوش آوازون مین البتہ گدہے کی آواز ہے

پس صوت حسن جو مقابل اوسکے ہے اوسکی مدح قرآن شریف سے ثابت ہوتی ہے — اور ہرگاہ جایز ہوا سننا
صوت حسن غَفَلْ یعنی جانور لا یعقل تو اوس کلام کا سننا جو صوت حسن یعنی خوش آوازی اور معنی کے ساتھہ ہو
کیسے حرام ہوگا — اور ہرگاہ آواز بُلبُل اور دوسرے جانور خوش آواز کے سننے کی کسی جگہہ ممانعت نہین ہی تو جب
کوئی آواز اور اجسام سے باختیار آدمی کے برآمد ہو جیسے دف اور طبل وغیرہ سی نکلتی ہے تو وہ کیسی حرام ٹھرائی جاوے
مگر وہ آلات اور ملاہی جن مین حرمت بواسطہ اوسکے غیر کے شارع سے پائی گئی ہے البتہ اوسکا سننا بوجہ اوس
غیر کے حرام ٹھہرایا جاتا ہی — اور حدیث صحیح مین آیا ہی زَیِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِکُمْ یعنی آرایش دو قرآن کو
ساتھہ آوازون اپنی کے — اور فرمایا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ یعنی ہم مین سے
وہ شخص نہین ہے جو تغنی قرآن کے ساتھہ نہ کرے اور فرمایا تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ وَغَنُّوْاہُ یعنی سکھاؤ قرآن کو اور
تغنی کرو ساتھہ اوسکے — اور حدیث مین آیا ہی مَا اَذِنَ اللّٰہُ لِشَیْءٍ کَاَذَنِہٖ لِنَبِیٍّ یَتَغَنّٰی بِالْقُرْاٰنِ یعنی جسطرح سے قرآن شریف
کو کہ مبنی تغنی سے پڑہتے ہین اللہ تعالی سنتا ہے اور کسی چیز کو ایسا کان لگاکر نہین سنتا — اور حضرت ابو موسی
اشعری رضی اللہ عنہ کہ صحابی تہا اور قرآن شریف بہت خوش آوازی سے پڑہتے تہے اونکی مدح مین پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لَقَدْ اُوْتِیَ اَبُوْ مُوْسٰی مِزْمَارًا مِّنْ مَّزَامِیْرِ اٰلِ دَاؤُدَ ان احادیث سی معلوم
ہوا کہ مطلق تغنی شرع مین محمود اور مرغوب ہے بلکہ اداے قرآن ساتھہ تغنی کے مطلوب ہے — اور بعض احادیث
مین وارد ہوا ہے کہ قرآن بطور غنا کے پڑہنا جائز نہین ہے یہانتک تصریح کی ہی کہ پڑہنا قرآن کا قصداً
بالحان موسیقیہ گنہگار اور نزہ گار قاری کو کرتا ہی پس عمل اور اعتقاد دونون حدیثون پر کہ متعارض او
متناقض کہ دال اوپر مدح اور ذم غنا کے ہین غیر ممکن ہے لہذا بنا بر توفیق بین الاحادیث تحقیق اسبات کے
مقدم معلوم ہوتی ہے کہ غنا محمود کیا ہے اور غنا مذموم کیا واسطہ اظہار اس امر کے کلام حضرت شیخ عبد الحق
محدث دہلوی صاحب مدارج النبوت کا کہ فرق درمیان غنا و تجوید کے کرتا ہی نقل کیا جاتا ہی اور وہ یہ ہے
اختلاف کردہ اند علمائی در مسئلہ تغنی القران بعضی مطلقاً جائز دارند یعنی اگرچہ لازم آید افراط در مدو اشباع

حرکات وماننداں واگرچہ بقوانین موسیقی باشد۔ وبعضے مطلقاً منع می کنند وحق کہ مرکز دائرہ انصاف است آنست کہ تطریب وتغنی بر دو وجہ است یکی آنکہ اقتضا کند آنرا طبیعت وسماحت کند بدان بے تکلف تزیین وتعلیم بلکہ چون گذاشتہ شود با طبعش بیارد آن تطریب وتلحین را واین جائز است اگرچہ بیارد بر زیادت تزئین وتحسین چنانکہ گفت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہ اگر من میدانستم کہ تو می شنوی زیادت میکردم تزئین وتحسین را وکسیکہ ہیجان میکند او را طرب وحزن وشوق مالک نمی شود نفس خود را وصبر نمی تواند کرد از تطریب وتحزین وتزئین صوت در قرأت پس وی مطبوع است نہ مطبع وکلف است نہ متکلف واین است مراد بصوت عرب ولحن عرب واین قسم از تغنی است کہ میکردند آنرا صحابہ ومی شنیدند آنرا واین تغنی محمود است کہ متاثر می گردد بدان قاری وسامع ووجہ ثانی آنکہ بصناعتی از صنایع موسیقی باشد کہ نیست در طبایع سماحت بدان وحاصل نمی شود مگر بتکلف وتصنع وتمرین چنانکہ آموختہ شود بانواع الحان موسیقیہ بسیط ومرکبہ بر ایقاعات مخصوصہ واوزان مخترعہ کہ حاصل نمی شود مگر بہ تعلیم وتکلف این روا نیست کہ مکروہ داشتند آنرا سلف وانکار کردند قرأت باین وجہ وہر کسیکہ عالم است او را باحوال سلف میداند قطعاً کہ ایشان مبرا اند از الحان موسیقی وتکلف کردہ می شود بر آن بر ایقاعات وحرکات موزون ومعدودہ محدودہ وایشان پرہیزگار تراند کہ بخوانند قرآن را باین طریق وتجویز کنند آنرا بلکہ می خواندند بہ تحزین وتطریب وتحسین صوت واین امریست مرکوز در طبایع ونہی نکردہ است از آن شارع بلکہ ارشاد کردہ است بآن وخواندہ است مردم را بدان وخبر دادہ است از استماع حق سبحانہ تعالیٰ بسوئے آن وفرمودہ کہ نیست از ما ہر کہ تغنی نکند بقرآن ذکر ہذا کلہ فی المواہب اللدنیہ انتہی۔ از نعمۃ الشوق۔ **خلاصہ** اور حاصل اس عبارت حضرت شیخ قدس سرہ کا یہ ہی کہ اگر قرآن بہ تکلف وتصنع الحان موسیقیہ کے ساتھ پڑہا جاوے تو اسکو سلف نے مکروہ جانا ہی اور اگر بے تکلف اور بلا تصنع تزئین وتحسین کے ساتھ پڑہا جاوے وہ محمود ہے۔ اور مشروعیت سماع کے زمانہ انبیاء سابقین سے تا عہد حضرت خاتم النبین علیہ علیہم السلام

ہوتی چلی آئی ہے اجلہ علمائے حنفیہ متقدمین سے مخدوم علی ابن عثمان الغزنوی نے کشف المحجوب
مین اور متاخرین سے شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہما نے مدارج النبوت مین اس مسئلہ خاص مین
تحریر کیا ہے واسطے آگاہی ناواقفین کے مشتے نمونہ از خروارے درج کیا جاتا ہے بدانکہ سماع را اندر طبایع
حکمہا مختلف است ہمچنانکہ ارادت اندر دلہا مختلف است وستم باشد کہ کسے آنرا بریک حکم قطع کند
وجملہ مستمعان بردو گروہ اند یکے معنی می شنوند و دیگر آنکہ صوت شنوند واندرین ہردو اصل فوایدست
وآفات ازانچہ از شنیدن اصوات غلیان آن معنی باشد کہ اندر مردم مرکب بود اگر حق حق بود
واگر باطل باطل کسے راکہ با طبع فساد بود آنچہ بشنود ہمہ فساد باشد۔ اور اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤد
علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو معجزہ حسن صوت کا عطا فرمایا تہا اوسکو اللہ تعالےٰ قرآن شریف مین
فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ جب حضرت داؤد علیہ السلام
مجلس اپنی ترتیب دیتے تہے تو انسان وجنات اور وحوش وطیور اور درندہ وگزندہ جمع ہوتے
تہے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ذکر اور مواعظہ کو سنکر بیہوش ہوجاتے تہے اور بعضے مرجاتے
تہے اور بیچ تفسیر اَلَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اور ایسے ہی بیچ تفسیر وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ
اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ مفسرین نے تصریح کی ہے کہ مراد سماع سے سماعت
قرآن ہے یا ذکر اور مواعظ ہے شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ عوارف مین فرماتے ہین کہ یہ سماع
ہے کہ اسکی حقانیت پر سب متفق ہین اور مخالف نہین ہین دو آدمی بہی اہل ایمان سے اسواسطے
کہ یہ سماع مستجلب رحمت کا ہے پروردگار کریم سے انتہیٰ۔ پس معلوم ہوا کہ اباحت ومشروعیت مطلق
سماع مین اختلاف نہین ہے۔ لہذا اس جگہہ وہ احادیث جن سے سننا سماع کا جناب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا ثابت ہوتا ہے کتب صحاح سے نقل کیے جاتے ہین۔

حدیث اول عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِبَعْضِ اَزِقَّتِهٖ

اَلْمَدِيْنَةِ فَاِذَا هُوَ بِجَوَارٍ يَضْرِبْنَ بِدُفِّهِنَّ وَ يَتَغَنَّيْنَ وَ يَقُلْنَ نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِى النَّجَّارِ يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ يَعْلَمُ اِنِّى اُحِبُّكُنَّ اخرجه ابن ماجه ترجمہ یہ ہے کہ حضرت انس ابن مالک رضہ روایت کرتے ہین کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذرے بعض کوچہ مدینہ مین ناگاہ پہونچے ایسی لڑکیون کے پاس کہ وہ دف بجاتی تہین اور یہ گاتی تہین کہ ہم لڑکیان بنی نجار ۵۱ کی ہین ای بہت خوش حال ہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تئین ہمسایہ سے پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ خدا تعالے خوب جانتا ہی کہ مین تم کو دوست رکہتا ہون اس حدیث کو ابن ماجہ قزوینی نے کہ ثقات محدثین سے ہین اپنی کتاب ابن ماجہ مین روایت کیا ہے۔ یہ حدیث علی الاطلاق بالتخصیص تقریب عید و سرور وغیرہ کے اوپر اباحت سماع کے ساتھ دف کی دلالت صریح رکہتی ہے اور خوش ہونا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا اور رضامندی اونکی لڑکیون سے بوجہ فعل اونکے کہ وہ کر رہی تہین یعنی گاتے مین ثابت ہوتی ہے۔

حدیث دوم عن الربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا قَالَتْ جَاءَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِىَ عَلَىَّ فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِى كَمَجْلِسِكَ مِنِّى فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَائِى يَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰهُنَّ وَفِيْنَا نَبِىٌّ يَعْلَمُ مَا فِى غَدٍ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَعِى هٰذَا وَقُوْلِى الَّذِىْ تَقُوْلِيْنَ اخرجه البخاری فی کتاب النکاح۔ ترجمہ روایت ہے حضرت ربیعہ بیٹی معوذ بن عفراء سے کہ انصار سے تہین کہا کہ آئے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پس میرے نزدیک تشریف لائے جب کہ بنا اوپر میرے واقع ہوئی یعنی بعد شب زفاف کے اور میرے بستر پر بیٹھے اسطرحسے کہ جیسے تم قریب میرے بیٹھے ہو پس لڑکیون نے جو ہماری قوم کی تہین دف بجانا شروع کیا اور ندبہ کرتی تہین ہمارے باپون پر جو بدر کے دن مارے گئے تہے ناگاہ ایک لڑکی نے کہا ہمارے درمیان مین ایک پیغمبر ہین کہ وہ جانتے ہین وہ چیز کہ کل ہونیوالی ہے پس فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

۵۱ بنی نجار انصار مین ایک قبیلہ ہے اور حضرت عبدالمطلب بن ہاشم کہ دادا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے تہے اونکی مان اوسی قبیلہ سے تہین ۱۲

کہ اس بات کو چھوڑ دو اور وہی کہو جو تم کہتی تہین روایت کیا اسکو بخاری نے کتاب النکاح مین۔
ف اس حدیث سے صریحًا ثابت ہوتا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دف کے ساتھ لڑکیون کا سماع سنا اور حکم کیا کہ جو تم کہتی تہین وہ کہو یعنی جو چیز تم گاتی تہین وہی گاؤ۔
حدیث سوم عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا زَفَّتِ امْرَأَةً إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ۔ روایت ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے کہ اونھون نے دولھن بنا کر ایک عورت کو طرف ایک مرد انصار کے بہیجا پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ای عائشہ کیا تمہارے پاس کوئی آدمی نہ تہا کہ اوسکے پاس لہو ہوتا اور اوسکو تم بہیجتین اسواسطے کہ انصار کو لہو یعنی غنا اچھا معلوم ہوتا ہی۔ اس حدیث سے اطلاق لہو کا غنا حلال پر صحیح ہے اور یہ ہی ثابت ہوتا ہے کہ ایسے غنا کو استعمال کے لئے رضامندی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی تہی۔
حدیث چہارم عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللہُ عَنْہُ قَالَ أَنْكَحَتْ عَائِشَةُ ذَاتَ قَرَابَةٍ لَهَا مِنَ الْأَنْصَارِ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَهْدَيْتُمُ الْفَتَاةَ قَالُوا نَعَمْ قَالَ أَرْسَلْتُمْ مَعَهَا مَنْ تُغَنِّي قَالَتْ لَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْأَنْصَارَ قَوْمٌ فِيهِمْ غَزَلٌ فَلَوْ بَعَثْتُمْ مَعَهَا مَنْ يَقُولُ أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ فَحَيَّانَا وَحَيَّاكُمْ اخرجہ ابن ماجہ فی کتاب النکاح حضرت ابن عباس روایت کرتے ہین کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی قرابت والی ایک عورت کا نکاح ایک انصار سے کر دیا پس تشریف لائے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ تم نے اوس لڑکی کو اوسکی زوج کے گہر بہیجدیا لوگون نے عرض کیا کہ ہان بہیجدیا فرمایا کہ کیا تم نے ایسا آدمی بہی اوسکے ساتھ بہیجا کہ وہ تغنی کرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ نہین پس فرمایا حضرت نے کہ تحقیق انصار ایسی قوم ہین کہ اونمین غزل بہت ہی یعنی رغبت مطربہ کے اشعار سے زیادہ رکہتی ہین پس کاش دولھن کے ساتھ

ایسے شخص کو بھیجے کہ وہ اس مضمون کو بطور تہنیت ومبارکبادی کے ادن سے کہتا اور ادا کرتا۔ آئے ہم تمہارے پاس آئے ہم تمہاری پاس۔ پس زندہ رکھے ہم کو اللہ اور زندہ رکھے تم کو اللہ۔ روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے کتاب النکاح مین۔

حدیث پنجم عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَا فَعَلَتْ فُلَانَۃُ یَتِیْمَۃٌ کَانَتْ عِنْدَہَا فَقَالَتْ اَھْدَیْنَاھَا اِلٰی زَوْجِہَا قَالَ فَھَلْ بَعَثْتُمْ مَعَہَا بِجَارِیَۃٍ تَضْرِبُ بِالدُّفِّ وَتُغَنِّیْ قَالَتْ عَائِشَۃُ مَاذَا تَقُوْلُ قَالَ تَقُوْلُ اَتَیْنٰکُمْ اَتَیْنٰکُمْ الحدیث اخرجہ الحافظ تقی الدین محمد بن الشیخ العالم مجد الدین علی بن وہب القشیری فی کتابہ اقتناص السوانح بسندہ۔ روایت کرتے ہین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلان عورت یتیمہ کہ تمہارے پاس تھی یعنی تم نے اوسکو پرورش کیا تہا اوسکا کیا حال ہی حضرت عائشہ رضہ نے عرض کیا کہ مین نے اوسکو دولہن بناکر اوسکی زوج کے پاس بھیجدیا فرمایا کہ تم نے اوسکے ساتھ ایسی لڑکی کو کیون نہین بہیجا کہ وہ دف بجاتی اور گاتی حضرت عائشہ رضہ نے عرض کیا کہ وہ لڑکی کیا کہتی یعنے کیا گاتی فرمایا کہ وہ یہ کہتی کہ ہم آئے تمہاری پاس ہم آئے تمہاری پاس یعنی یہ کلمات تہنیت کے کہ تفسیر اوسکی اوپر گذری گاتی۔ اس حدیث کو حافظ تقی الدین محمد بن الشیخ العالم مجد الدین علی بن وہب القشیری نے اپنی کتاب اقتناص السوانح مین اپنی سند کے ساتھ لکھا ہی اور یہ حدیث متقارب اللفظ والمعنی ساتھ حدیث سابق کے ہے جو گذری۔

حدیث ششم یَا عَائِشَۃُ اَتَعْرِفِیْنَ ھٰذِہٖ فَقَالَتْ لَا یَا نَبِیَّ اللّٰہِ قَالَ ھٰذِہٖ قَیْنَۃُ بَنِیْ فُلَانٍ تُحِبِّیْنَ اَنْ تُغَنِّیَکِ فَغَنَّتْہَا فَقَالَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَدْ نَفَخَ الشَّیْطَانُ فِیْ مَنْخِرَیْہَا رواہ النسائی روایت کی نسائی نے کہ فرمایا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اے عائشہ کیا تم اس عورت کو جانتی ہو اونہون نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ مین نہین جانتی فرمایا کہ یہ عورت مغنیہ فلان قوم کی ہے کیا تم

پسند کرتی ہو کہ یہ تمہارے لئے گاوے پس گایا اوس عورت نے بپاس خاطر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے
پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دم کیا شیطان نے اسکے نتھنون مین۔

ف نفخ شیطان سے کنایہ ہی اس بات پر کہ گانے کیوقت کمال خوشی اور سرور سے غرور اور تکبر نفس سے وہ اتراتے تہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالت بوقت پڑھنے قرآن شریف و ذکر و تسبیح کے بہی اگر عارض ہو تو وہ بہی ممنوع ہے اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ نَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ وَهَمْزِهٖ اور حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نفخ کی تفسیر تکبر فرمائی ہی اسکو بخاری نے ذکر کیا ہی۔ اور اگر یہ جملہ اخیر حرمت غنا پر دلالت کرے تو صدر حدیث سے منافی ہوگا کسواسطے کہ وہ مفید حلت کو ہی کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قصداً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مغنیہ کے حال سے آگاہ فرمایا اور اونکو غنا اوسکا شنوایا۔ فَتَنَبَّهْ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ ــ

حدیث ہفتم عَنْ بُرَيْدَةَ بْنِ الْحُصَيْبِ الْاَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَجَعَ مِنْ بَعْضِ مَغَازِيْهِ جَاءَ تْهُ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ نَذَرْتُ اِنْ رَدَّكَ اللّٰهُ سَالِمًا اَنْ اَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالدُّفِّ وَاَتَغَنّٰى فَقَالَ لَهَا اِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِيْ وَاِلَّا فَلَا فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَلْقَتِ الدُّفَّ تَحْتَ اِسْتِهَا وَقَعَدَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ اِنِّيْ كُنْتُ جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ اَنْتَ يَا عُمَرُ اَلْقَتِ الدُّفَّ رواہ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ

بُرَيْدَةَ بْنِ الْحُصَيْبِ اَسْلَمِی رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا اونہون نے کہ جسوقت مراجعت فرمائی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مغازی اپنی سے آئے ایک لونڈی سیاہ فام آپکے پاس

اور عرض کیا کہ تحقیق مین نے نذر کی تھی کہ اگر آپکو صحیح سلامت خداوند تعالیٰ لوٹا لاوے تو مین آپکے روبرو دف بجاؤنگی اور گاؤنگی پس فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تو نے نذر کی ہے تو بجا ورنہ نہین پس عورت نے دف بجانا شروع کیا پہر آئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور وہ عورت دف بجاتی تھی پہر آئے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور وہ عورت دف بجاتی تھی پہر آئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور وہ دف بجاتی رہی پہر آئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو اوس عورت نے اپنے دف کو اپنی سرین کے نیچے رکھہ لیا اور اوسپر بیٹھ گئی پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق شیطان تم سے ڈرتا ہے اے عمر مین بیٹھا تھا اور وہ بجاتی تھی پہر آئے ابوبکر وہ بجاتی رہی پہر آئے علی اور وہ بجاتی رہی پہر آئے عثمان اور وہ بجاتی رہی اور جب تم آئے اے عمر تو اوس نے ڈالدیا دف کو روایت کیا اسکو ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن اور صحیح اور غریب ہے نقل کیا اس حدیث کو صاحب مشکوٰۃ نے مناقب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین۔

ف اس حدیث سے ثابت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم نے غنا معہ دف کے جاریہ سے سُنا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دف بجانے کو دی اور یہ بہی ثابت ہوا کہ ایفائے نذر غنا کے ساتھہ درست ہے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو نے نذر کی ہے تو بجا اس سے اباحت مطلقہ غنا کے ساتھہ دف ثابت ہوئی اگر غنا حرام ہوتا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم حکم ایفائے نذر کا غنا کے ساتھہ نفرماتے بلکہ واسطے کفارہ نذر کے ارشاد فرماتے اسواسطے کہ کفارہ یمین و نذر حرام منصوص بنص قرآنی ہے ممکن نہ تہا کہ برخلاف اوسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرماتے۔ اس مقام پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے قدس سرہ۔ ترجمہ مشکوٰۃ شریف مین یون لکھتے ہین۔ بدانکہ علما را در دف زدن اختلافست بعضی مباح داشتہ اند مطلقا و بعضی مباح داشتہ اند در عرایس و اعیاد و مانند آن از سرورہای مشروعہ و مذہب صحیح و مختار ہمین است و بعضے در نکاح جلا جل وارد و ندارد فرقی نہادہ اند و گفتہ اند کہ اول مکروہ است باتفاق و این حدیث دلیل اباحت ضرب

دف ہست آنرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امر کردہ بوفائی نذر آن و دف بنذر واجب ہست و مقرر شدہ است
کہ نذر نمی باشد مگر بچیزیکہ از جنس طاعت و قربت است و این مذہب جمہور ائمہ است و نزد حنفیہ کافی
است بودن آن مباح و نذر نزد ما ایجاب مباح ہست و اما نذر بہ معصیت جائز نیست باتفاق پس
دلالت کرد حدیث بر اباحت ضرب دف بلکہ بر بودن او مستحب و در ما نحن فیہ ہمچنین است زیرا کہ سرور
بمقدم شریف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و سلامت وی قربت و عبادت ہست و دلالت کرد بر آنکہ
سماع اصوات نساء بغنا مباح ہست اگر خالی باشد از فتنہ کذا قالوا و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعرض
نکرد بذکر تغنی و ہمین فرمود کہ اگر نذر کردہ بزن دف یا بجہت آنکہ تغنی در ذکر تابع دف بود چون حکم
دف ذکر کردند حکم وے نیز معلوم باشد یا بجہت آنکہ تغنی مباح است شبہ کہ ہست در دف است
اگر او را نذر کردہ بکن۔ انتہے

مخفی نرہے کہ اس حدیث مین جو لفظ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ ہے اور نیز فقرہ اِنَّ الشَّيْطَانَ
لَيَفِرُّ مِنْ ظِلِّ عُمَرَ ہے جو دوسری حدیث مین ہی بعض اشخاص کو خلجان تین وجہ سے ہوتا ہی ایک یہ کہ مغنیہ
کو شیطان کے ساتھ تشبیہ دینے سے گمان اس بات کا ہوتا ہے کہ غنا حرام ہے دوسرے یہ کہ
تعجب ہے کہ شیطان پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے خائف نہ ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خوفناک
ہوا تیسرے یہ کہ اس منقبت سے افضلیت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اوپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
لازم آتی ہے۔ جواب اس خلجان کا یہ ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ضمن مدح
حضرت عمر رضہ مین خوف و ہراس جاریہ کو ساتھ خوف شیطان کے جناب فاروق رضہ سے تشبیہ دی ہی
اور یہ لفظ غنا کی معصیت ہونے پر دلالت نہین کرتا اسواسطے کہ ضرور نہین ہے کہ ہر عمل شیطانی معصیت
ہو اسواسطے کہ اطلاق عمل شیطانی کا اوپر بعض فعل انبیاء علیہم السلام کے قرآن مجید مین آیا ہی چنانچہ
ان آیات سے ظاہر ہے فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ اور نیز وَمَا اَنْسَانِيْهُ اِلَّا الشَّيْطَانُ

اور نیز قَوْلُہٗ مُؤْمِنٌ نُقْضٰی عَلَيْہِ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ اور غیر ممکن ہے کہ افعال انبیاء معصوم
معصیت ہون پس معلوم ہوا کہ ہر عمل شیطانی معصیت نہین ہے ہان البتہ ہر معصیت عمل شیطانی ہے
ہرگاہ غنا سائھہ دف کے عمل شیطانی قسم مباحات سے ہوا تو کچھہ محذور لازم نہین آتا۔ اور نہ خوفناک
ہونا جاریہ کا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور ہر سہ خلفاء کرام رضی اللہ عنہم سے اور خوفناک ہونا اوسکا خلیفہ
ثانی رضی اللہ عنہ سے سبب تفضیل ایک کا دوسرے پر نہین ہو سکتا اسواسطے کہ عام لوگون کو جو خوف
محتسب اور وزیر اور کوتوال سے ہوتا ہے وہ بادشاہ رحیم وصاحب خلق عظیم سے نہین ہوتا اور
انسان کی طبیعت مین یہ بات جبلی ہوتی ہے کہ جس شخص سے اثار جلال اور ربط وضبط بہت وقوع
مین آتے ہین اور اکثر اوقات مواخذہ شدید اوس سے امورات مین دیکھتے ہین تو اوس سے زیادہ
خوفناک ہوتے ہین اور اوسکی گرفت سے بے خوف نہین ہوتے بخلاف اوس شخص کے کہ اوس مین
غلبہ صفت جمال کا زیادہ تر معائینہ کرتے ہین ــــ اور بہاگنا شیطان کا ایسی صفت نہین ہے
کہ جس سے تفاضل ایک کا دوسرے پر خیال کیا جاوے نظیر اوسکی اذان ہے کہ حدیث صحاح مین آیا
ہے کہ جب موذن اذان کہتا ہے تو شیطان گوز کرتا ہوا بہاگتا ہے اور اثناء نماز مین ہر طرح کے وسوسہ
اور خطرہ ڈالنے مین دریغ نہین کرتا ہے اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اذان افضل ہو نماز سے۔
حاصل کلام یہ ہے کہ صحابہ کرام حضرت عمر رضہ سے بسبب جلالت اور شدت اونکی کے کہ اسلام مین اونسے
زیادہ ملاحظہ کرتے تھے بعض امور مین کہ مباح ہوتے تھے عمل اونکے سے باز رہتے تھے۔ اور پوری نظیر
اس قصہ کی وہ حدیث ہے کہ صاحب مشکوۃ نے باب مناقب عمر رضی اللہ عنہ مین لکھی ہے اور وہ یہ ہے
عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ اِسْتَاْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَہٗ
نِسْوَۃٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَہٗ وَيَسْتَكْثِرْنَہٗ عَالِيَۃً اَصْوَاتُهُنَّ فَلَمَّا اسْتَاْذَنَ عُمَرُ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَدَخَلَ
عُمَرُ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُ فَقَالَ اَضْحَكَ اللّٰہُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ

اللہ علیہ وسلم عجبت من ہؤلاء اللاتی کن عندی فلما سمعن صوتک ابتدرن الحجاب قال عمر یا
عدوات انفسہن اتہبننی ولا تہبن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلن نعم انت افظ واغلظ
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایہ یا ابن الخطاب والذی نفسی بیدہ ما لقیک الشیطان
سالکا فجا قط الا سلک فجا غیر فجک متفق علیہ۔

حدیث ہشتم قالت عائشۃ رضی اللہ عنہا دخل علی ابوبکر رضی اللہ عنہ وعندی جاریتان
من جواری الانصار تغنیان بما تقاولت بہ الانصار یوم بعاث ولیستا بمغنیتین قال ابوبکر رضی
اللہ عنہ امزامیر الشیطان فی بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یا ابابکر ان لکل قوم عیدا وہذا عیدنا اخرجہ البخاری وفی روایۃ لہ دخل علی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعندی جاریتان تغنیان بغناء بعاث فاضطجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
علی الفراش وحول وجہہ فدخل علی ابوبکر فانتہرنی وقال مزمار الشیطان عند رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال دعہما حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہ فرماتے ہین کہ میرے پاس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اوس وقت انصار کی لڑکیون
سے دو لڑکیان میرے پاس تہین اور گاتی تہین وہ چیز کہ جسکی ساتھ انصار نے روز جنگ بعاث
کی گفتگو کی تہی پس کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مزامیر شیطان کے گہر مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہین پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ای ابوبکر ہر قوم کے لئے عید ہے اور یہ آجکا
دن ہماری عید کا ہی روایت کیا اسکو بخاری نے اور دوسری روایت بخاری کی یہ ہی کہ عائشہ رض فرماتے
ہین کہ تشریف لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے پاس دو لڑکیان گا رہی تہین گیت
بعاث کے پس لیٹ رہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم بچہونے پر اور اپنے موہنہ کو پہیر لیا پہر آئے حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ اور مجہکو جہڑکا اور کہا کہ مزمار شیطان کے رسول اللہ کے پاس پس متوجہ ہوئے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ چھوڑ دو انکو یعنی زجر نہ کرو۔

ف اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے روز لڑکیوں کا گانا سنا اور بستر پر لیٹے رہے اور جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے زجر کیا حضرت عائشہ کو تو آپنے فرمایا کہ منع مت کرو یہ دن ہماری عید کا ہے پس ثابت ہوا کہ وقت خوشی و سرور کے غنا سننا مباح ہے۔

حدیث نہم عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ حَاطِبِ الْجُمَحِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصْلُ مَا بَیْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الدَّفُّ وَالصَّوْتُ فِی النِّکَاحِ رَوَاہُ التِّرْمَذِیُّ وَابْنُ مَاجَہ وَالنَّسَائِیُّ روایت ہے محمد ابن حاطب الجمحی سے کہ صحابی تھے قوم بنی جمح سے وہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرق ہے درمیان حلال کے کہ نکاح ہے اور حرام کے کہ زنا ہے دف بجانا اور آواز خوش وقت نکاح کے یعنی گانا اور نغمہ کرنا روایت کی اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ اور نسائی نے مقصود اس حدیث کا یہ ہے کہ نکاح میں اعلان شرط ہے اور وہ دو قسم پر ہے ایک واسطے حاضرین کے کہ وہ بسبب حاضری گواہان کے حاصل ہوتا ہے دوسرے واسطے غائبین کے کہ وہ دف بجانے اور گانے سے حاصل ہوتا ہے۔

حدیث دہم عَنْ عَائِشَۃَ رض قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْلِنُوْا النِّکَاحَ وَاجْعَلُوْہُ فِی الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوْا عَلَیْہِ بِالدُّفُوْفِ رَفِی رِوَایَۃٍ بِالْغِرْبَالِ اَیِ الدُّفُوْفِ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ آشکارا کرو نکاح کو اور بہر اوسکو مسجدون مین کہ محل نزول رحمت آلہی کا ہے اور بجاؤ اوپر اونکے دفون کو یعنی اعلان نکاح کا ساتھ ان چیزون کے کرو۔

ف مساجد مین گشت کرنا اور دف بجانا اعلان نکاح کے واسطے حسب اتفاق جمہور علماے محققین مشروع ہے اسیکے قیاس پر تمام اوقات خوشی مین اور عرایس مین مباح ہے۔

حدیث یازدہم عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی قُرَظَۃَ بْنِ کَعْبٍ وَاَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیِّ

فِی عُرْسٍ وَاِذَا جَوَارٍ تُغَنِّیْنَ فَقُلْتُ اَیْ صَاحِبَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَھْلِ بَدْرٍ یُفْعَلُ ھٰذَا عِنْدَکُمْ فَقَالَا اِجْلِسْ اِنْ شِئْتَ فَاسْمَعْ مَعَنَا وَاِنْ شِئْتَ فَاذْھَبْ فَاِنَّہٗ قَدْ رُخِّصَ لَنَا فِی اللَّھْوِ عِنْدَ الْعُرْسِ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ کَذَا فِی الْمِشْکٰوۃِ۔ روایت ہے عامر بن سعد سے کہ کہا اونہون نے کہ داخل ہوا مین اوپر قرظہ بن کعب اور ابی مسعود انصاری کے ایک شادی مین وہان لڑکیان گا رہی تہین پینے اون سے کہا کہ ای صحابی رسو لخدا کے اور ای اہل بدر تمہارے سامنے اور تمہاری حاضری مین یہ غنا ہوتا ہے دونون صاحبون نے فرمایا کہ اگر توچاہے بیٹھ اور ہمارے ساتھ سُن اور نہین چاہتا ہے تو توجا تحقیق کہ رخصت دی ہمکو واسطے اس لہو کے شادی مین روایت کیا اسکو نسائی نے اور ایسا ہی مشکوۃ مین ہے ف یہ حدیث دلالت رکہتی ہے اس بات پر کہ بعد زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام بوقت سرور اور خوشی کے اباحت غنا پر استمرار اور استقرار رکہتے تھے اور نیز مؤید اس بات پر ہے کہ ہر لہو حرام نہین ہے بلکہ اطلاق لہو کا فعل مباح پر بہی ہوتا ہے۔

حدیث دوازدہم رَوَی الْحَافِظُ مُحَمَّدُ ابْنُ طَاھِرٍ فِیْ کِتَابِہٖ صِفْوَۃِ التَّصَوُّفِ بِسَنَدِہٖ اِلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ اَنَّ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا حَدَّثَتْہُ اَنَّہٗ کَانَتْ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِمْرَاَۃٌ تُغَنِّیْ فَاسْتَاْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَاَلْقَتِ الدُّفَّ وَقَامَتْ فَدَخَلَ عُمَرُ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَضْحَکُ فَقَالَ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ مَا اَضْحَکَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَذَکَرَ لَہُ الْخَبَرَ فَقَالَ لَا اَبْرَحُ حَتّٰی اَسْمَعَ لِمَا کَانَ یَسْمَعُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ۔ روایت کرتے ہین حافظ محمد بیٹے طاہر کے اپنی کتاب صفوۃ التصوف مین ساتھ اسناد اپنی کے کہ سلسل ہے عبد اللہ بن ابی ملیکہ تک کہا عبد اللہ نے کہ تحقیق عائشہ رضی اللہ عنہا نے حدیث کی اوسکو کہ تحقیق ایک عورت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی کہ وہ گا رہی تہی کہ ناگاہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اجازت حاضر ہونے کی چاہی اوسوقت مغنیہ نے دف کو ڈالدیا اور کہڑی ہوگئی پہر حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور اوسوقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

ہنستے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کس چیز نے آپکو ہنسایا یا رسول اللہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صورت حال کا ذکر فرمایا عرض کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ میں جبتک وہ چیز نہ سنوں کہ جس چیز کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنا یہاں سے نہ جاؤنگا پس سنا حضرت عمرؓ نے غنا اوس عورت کا۔ ف احتجاج کیا جاتا ہی اس حدیث سے اوپر جائز ہونے غنا کے ساتھ دف کے غیر ایام عید و تقریبات سرور کے کسواسطے کہ اوسوقت کوئی دن عید یا کوئی مجلس ولیمہ وغیرہ کی نہ تھی اگر غنا یا دف حرام ہوتا کسواسطے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اوسکے سننے پر اصرار کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اوسکے سننے کی اجازت دیتے۔ احادیث مرقومہ بالا سے سننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا غنا ساتھ دف کے ایام تقریبات وسرور اور بلا تقریب اور بغیر تخصیص زمان ومکان اور زجر اور ممانعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اونکے منع کرنے والوں پر مستفاد ہوتا ہے اور یہ احادیث بالتصریح دلالت کرتی ہیں کہ مطلق غنا مع مزامیر کہ دف ہے مباح ہے اور کسی مسلمان کو انکار اسکا بوجہ فعل رسول مقبول اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے نہیں ہے اگر منکرین ان احادیث پر بھی یقین نہ کریں تو فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ۔

فصل ثانی بیچ نقل آثار واخبار کے جس سے ثابت ہوتا ہی کہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سماع کو سنا ہے قَالَ الْمَاوَرْدِیْ فِی الْحَاوِیْ وَصَاحِبُ الْبَیَانِ اَنَّہٗ کَانَ لِعُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ جَارِیَتَانِ تَغَنِّیَانِ لَہٗ فَاِذَا کَانَ وَقْتُ السَّحَرِ قَالَ لَھُمَا اُسْکُتَا یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس دو لونڈیاں تھیں کہ وہ گایا کرتی تھیں حضرت کے آگے جب صبح ہوتی تو اونکو چپ کردیتے تھے۔ اور عبد الرحمن بن عوف وغیرہ کہ عشرہ مبشرہ اور اجل صحابہ رضی اللہ عنہم سے تھے سنتے تھے غنا ساتھ دف کے جیسا کہ روایت کی ہے ابوبکر بن ابی شیبہ نے ساتھ سند اپنی کے جو متصل ابی سلمہ بن عبد الرحمن تک پہونچتی ہے اس طرح سے کہ ایک رات مالک نے دف بجایا اور گائے وہ اوپر سر عبد الرحمن وسعد

ابن ابی وقاص وحمزہ بن عبد المطلب وعبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہم کے اور یہ لوگ باوصف جلالت قدر اور عظمت شان اور ورع وتقوی کے غنا ساتھ دف کے سنا کرتے تھے بلکہ عبد اللہ بن جعفر عود کے ساتھ بھی سنتے تھے - اور زبدۃ العلما ومتاخرین شیخ عبد الحق دہلوی مدارج النبوت مین تحریر فرماتے ہین کہ روایت کردہ شدہ است غنا وسماع آن از جماعۂ کثیر از اکابر صحابہ کہ در ایشان چندی از عشرہ مبشرہ اند وہم غفیرے از تابعین وتبع تابعین واتباع تبع ودیگر علمائے محدثین وعلمائے دین کہ از ارباب زہد وتقوی وعلم وعبادت بودہ اند -

اور زمانہ خلافت جناب امیر المومنین حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ مین جمیلہ نام ایک مغنیہ تہی اوس نے قسم کہائی تہی کہ مین کسی کے گہر مین جاکر نہین گاؤنگی مگر اپنے گہر مین گاؤنگی حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار کہ سماع ساتھ دف اور عود کے سنتے تہے وہ جمیلہ کے گہر تشریف لے گئے اور سنا گانا اوسکا اور جمیلہ سے کہا کہ تو اپنی قسم کا کفارہ دے -

اور حضرت عبد اللہ بن جعفر کے پاس لونڈی تہی کہ وہ عود بجاتی تہی آگے اونکے - اور سعید بن المسیب کہ افضل تابعین سے ہین اور اونکے ورع وتقوی کے ساتھ مثل دی جاتی ہے وہ غنا سنتے تہے -

اور سالم بن عبد اللہ بن عمر اور قاضی شریح باوجود جلالت اور کبر سن کے غنا کنیزکان سے سنتے تہے -

اور عبد الملک بن جریج کہ علمائے حفاظ وفقہا وعباد کا اجماع اونکی عدالت وجلالت پر ہے وہ غنا سنتے تہے اور الحان کو خوب جانتے تہے -

صاحب تذکرہ حکایت کرتے ہین کہ امام ابو حنیفہ وسفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہما سے پوچہا گیا کہ غنا کا کیا حال ہے فرمایا کہ غنا نہ کبائر سے ہے اور نہ صغائر سے اور نقل کیا گیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے ہمسایہ مین ایک شخص تہا کہ ہر رات وہ اپنے گہر پر گاتا تہا اور امام صاحب کان اوسپر لگا کر سنا کرتے تہے ایک رات اوسکے گانے کی آواز نہین سنی صبح کو دریافت کیا تو اوسکی اہل خانہ نے کہا کہ ایک اتہام مین وہ خوف

ہوکر قید خانہ مین بہیجا گیا ہے اسوجہ سے آجکی رات آپنے اوسکی آواز نہین سنی یہ سنکر امام صاحب نے عمامہ اپنا باندہا اور حاکم وقت کے پاس تشریف لے گئے اور اوس شخص کی سفارش کرکر قید خانہ سے اوسکو رہا کرایا۔ یہ حکایت دلالت کرتی ہے کہ امام صاحب باوجود تقوی اور ورع کے ہر شب غنا سنتے تھے اور نہی اوسکو نہ فرماتے تھے اس سے واضح ہوتا ہے کہ اونکے نزدیک سننا غنا کا مباح ہے برخلاف اسکے جو امام صاحب سے روایت کی جاتی ہے وہ متعلق اوس غنا سے ہے جو مقترن بہ فحش ہو۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ غنا کا پوچہا گیا اونہون نے جواب مین حکایت ہمسایہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی بیان فرمائی۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ مجلس ہارون رشید مین تشریف لے جاتے تہے وہان غنا سنتے تہی اور رویا کرتے تھے۔

امام مالک رحمۃ اللہ سے پوچہا گیا سماع کے معاملہ مین تو فرمایا کہ مین اپنے شہر مین اہل علم کو اوسکا منکر نہین دیکھتا اور فرمایا کہ منکر اسکا نہ ہوگا مگر عامی یا جاہل یا عراقی غلیظ الطبع۔ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ تحریم غنا مذہب شافعی کا نہین ہے استاد ابو منصور بغدادی نے کہا ہے کہ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اباحت سماع کا ہے اور ابو منصور بغدادی یونس بن عبد الاعلی سے روایت کرتے ہین کہ امام شافعی ح ایک مجلس مین اونکو اپنے ہمراہ لے گئے وہان ایک قینیہ یعنی ڈومنی گارہی تہی جب فارغ ہوئی امام نے اون سے پوچہا کہ تمنے اسکو خوش کیا یا نہین یعنی تمنے کچہہ اوسکو دیا یا نہین اونہون نے کہا کہ نہین امام صاحب نے فرمایا کہ تمکو حس صحیح نہین ہے۔ بالجملہ قول اور فعل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اباحت غنا کی پائی جاتی ہے نہ تحریم اوسکی۔ روایت ہے ابو العباس فرغانی سے کہ اونہون نے کہا کہ مینے صالح بن احمد بن حنبل سے سنا کہ مین سماع کو دوست رکہتا ہون مگر میرے باپ اوس سے ناخوش ہوتے تھے ایک رات جب مین نے جانا کہ والد میرے سوگئے مین نے ابن جنادہ سے کہا کہ تو کچہہ گا اوس نے گانا شروع کیا مین نے آواز پائی کوہی کی کوٹھے پر سے جسکے نیچے وہ گا رہا تہا اوپر جا کر مینے دیکہا تو امام احمد حنبل میرے والد

بالای بام غنا سنتے تہے اور دامن اونکا نیچے بغل کے تہا اور اس طرح سے چلتے تہے کہ گویا وہ رقص کرتے ہین۔
اور بعض نے روایت کی ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ وہ فرماتے ہین کہ اگر تنہا آدمی ہو اور تغنی کرے
واسطے دفع وحشت کے اپنے نفس سے تو لا باس بہ یعنی کچہہ مضائقہ نہین ہے۔

اور استاد ابو القاسم قشیری و شیخ ابو طالب مکی و شیخ شہاب الدین سہروردی کی تصانیف قولاً و فعلاً دلالت
کرتی ہین اوپر اباحت سماع کے اور حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہین کہ وہ فرماتے تہے کہ
اس طائفہ پر رحمت الٰہی تین مقام پر نازل ہوتی ہی ایک کہانے کے وقت اسواسطے کہ یہ نہین کہاتے مگر حالت
فاقہ مین دوسرے وقت مکالمہ دنکے کے اسواسطے کہ نہین بولتے مگر مقامات صدیقین و انبیا و مرسلین مین
تیسرے وقت سماع کے اسواسطے کہ یہ سماع ساتہہ وجد اور شہود حق کے سنتے ہین۔

پس ثابت ہوا کہ سماع اور غنا مطلق حرام نہین ہے بلکہ مباح ہے اور زمانۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے
صحابۂ کرام اور تابعین اور تبع تابعین اور اونکے بعد ہر عصر اور زمانہ مین ابتک علما و فقہا و فقرا و صالحین
اسکو سنتے آئے ہین اور برکات اور فیوضات جو اس سے حاصل ہوتے ہین اوسکو وہی جانتا ہی جسکو
حاصل ہوتے ہین **مصرع** ذوقِ این می نہ شناسی بخدا تا نہ چشی۔

حقیقت حال اور منشا اختلاف اس مسئلہ سماع مین یہ ہے کہ سرود سنا اور آلات و مزامیر بجانا زمانۂ قدیم مین
کاروبار بے قیدان و لاہیان اور فاسقان و شراب خواران کا تہا اسی واسطے حدیث صحیح مین آیا ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین بہیجا گیا ہون اور حکم کیا گیا ہون کہ محو کرون اور توڑون مین معازف کو
کہ نام آلات اور مزامیر ملاہی کا ہے اور نہی کرون مین پینے شراب اور زنا سے۔ اور زمانۂ رسول مقبول صلی
اللہ علیہ وسلم مین وقت شراب خواری کے لوگ مزامیر بجاتے تہے اور وہ شراب خواری کے لئے اوسکو سنکر آمادہ اور تیار
ہو جاتے تہے اور نیز شراب پیکر اس کام مین اپنی اوقات ضائع کرتے تہے ہر گاہ آیۂ تحریم خمر خداوند تعالی نے نازل فرمائی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے استعمال ظروف اور برتنون یعنی حَنتَم و مزفت و نقیر و دُبّا سے بہی جن مین شراب

رکھی جاتی تھی منع فرمایا چند عرصہ تک یہ ممانعت استعمال ظروف کی رہی جب مسلمان بخوبی آگاہ اور واقف حرام ہونے شراب سے ہوگئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظروف مذکورہ کے استعمال کی اجازت دی اسی طرح سے حال معازف کا ہے چونکہ وہ داعی طرف شراب خواری کے تھے لہذا اونکی بھی ممانعت ہوئی اسوجہ سے لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ کل معازف اور مزامیر حرام ہین حالانکہ حرمت لذاتہ ان مین نہین ہے بلکہ دوسرے کی وجہ سے ممانعت اسکی ہوئی تھی بعد تحقیق حرمت شراب جب اجازت استعمال ظروف شراب ہوئی اور حال ظروف اور مزامیر کا ایک تھا یعنے حرمت لذاتہ اوس مین نہ تھی بلکہ لغیرہ تھی اسواسطے اجازت استعمال ظروف سے اباحت مزامیر کی بھی پائی گئی بعد اسکے دو فریق ہوگئے ایک نے خیال کیا کہ یہ عادت اور نشان اہل فسق کا تھا احتیاط کی ایک نے نظر اوپر معنی اور حقیقت حال کے ڈال کر مباح ٹھہرایا۔

مذہب تحقیق یہ ہے کہ جو غنا خواہ بلا مزامیر ہو یا با مزامیر غیر ممنوعہ اور وہ ملہی یعنی باز رکھنے والا صوم وصلوۃ واذکار و اوراد وغیرہ سے ہو وہ بے شک لہو مین داخل ہے اور ناجائز ہے۔ اور جو غنا ایسا ہو کہ جسکے سننے سے توجہ اللہ کی طرف ہو اور کاروبار دنیا سے باز رکھے اور شوق اللہ تعالی کا پیدا کرے وہ غنا مباح بلکہ مستحب ہے۔ احادیث واقوال وافعال بزرگان جو حلت اور مباح ہونے غنا اور مزامیر یعنی دف کے مین دلالت کرتے ہین وہ اوپر لکھے گئے۔ جو دلائل منکرین واسطے حرمت غنا کی پیش کرتے ہین وہ مختصراً مع جواب کے ذیل مین لکھے جاتے ہین۔

فصل سوم بیچ بیان دلائل منکرین اباحت سماع اور اونکے جواب مین

منکرین اباحت سماع ان آیات سے استدلال کرتے ہین اول وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ یعنی بعض آدمیون سے وہ لوگ ہین کہ خریدتے ہین بازی کی باتین تاکہ گمراہ کرین آدمیون کو راستہ خدا سے بغیر علم اور برہان کے اور پکڑتے ہین قرأت قرآن کو بازی یہ لوگ ہین کہ انکے لئے عذاب ہے خوار کرنے والا۔

اہل تحریم کہتے ہین کہ یہ آیت کریمہ تحریم غنا مطلق مین نازل ہوئی بلا مزامیر ہو یا با مزامیر اور استدلال کرتے ہین کہ بعض مفسرین نے عبداللہ ابن مسعود و عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مراد لہو حدیث سے غنا ہے۔ جواب اسکا یہ ہے کہ یہ آیت اول رکوع سورۂ لقمان مین ہے تمام مفسرین مثل بیضاوی و حسینی و صاحب معالم التنزیل و احمدی وغیرہ لکھتے ہین کہ شان نزول اس آیہ کا یہ ہے کہ نضر ابن حارث مشرک فارس کی طرف تجارت کو گیا تھا وہان سے قصہ اسفندیار اور رستم کا خرید کر کے لایا اور مجمع قریش مین اوسکو پڑھا کہ سب لوگ شیفتہ اور فریفتہ ہوئے مشرک مذکور اپنے لاف اور گزاف کے ساتھہ یہ کہنے لگا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم قصۂ عاد و ثمود و عظمت ملک سلیمان و داؤد کی خبر دیتے ہین تو مین بادشاہان عجم کے قصے اور اونکی مملکت کا حال بیان کرتا ہون اوسکے حال مین یہ آیت نازل ہوئی اسکو حلت و حرمت غنا پر اصلا دلالت نہین ہے اور تفسیر بیضاوی اور بغوی مین بلفظ قیل یہ لکھا ہے وَقِیْلَ کَانَ یَشْتَرِی الْقِیَانَ وَیَحْمِلُھُنَّ عَلٰی مُعَاشَرَۃِ مَنْ اَرَادَ الْاِسْلَامَ وَمَنْعِہٖ عَنْہُ یعنے کہا گیا ہے کہ نضر ابن حارث لونڈیان خرید کیا کرتا تھا اور جو شخص ارادہ اسلام لانے کا کرتا تھا اوسکے پاس اون لونڈیون کو واسطے مباشرت کے بھیجتا تھا اور مانع ہوتا تھا اسلام لانے سے۔ اور دیگر مفسرین نے جو اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہے واسطے تنبیہ اور آگاہی منکرین کے نقل کیا جاتا ہے۔

قال فی تفسیر بحر الحقائق ۔ مَا اَشْغَلَ عَنِ اللّٰہِ ذِکْرُہٗ وَسَمَاعُہٗ فَھُوَ لَھْوُ الْحَدِیْثِ ۔ وفی تفسیر العرائس الاشارۃ فِیْ لَھْوِ الْحَدِیْثِ اِلٰی طَلَبِ عُلُوْمِ الْفَلْسَفَۃِ مِنْ عِلْمِ الطَّبْعِیِّ وَالرِّیَاضِیِّ وَعِلْمِ الْاِکْسِیْرِ وَالنَّیْرَنْجِیَاتِ وَاَبَاطِیْلِ الزَّنَادِقَۃِ وَتُرَّھَاتِھِمْ لِاَنَّ ھٰذِہٖ کُلَّھَا مُضِلَّۃٌ لِلْخَلْقِ۔

پس اس آیت سے مطلق غنا کی حرمت ثابت نہین ہوتی۔ اور منکرین کا یہ بھی ایک قول ہے کہ یہ آیت ناسخ اون احادیث کی ہے جس سے اباحت اور حلت غنا کی پائی جاتی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ سورۂ لقمان مکی ہے اور احادیث جو دلالت اوپر حلت یا اباحت غنا کی کرتی ہین اکثر وہ مروی حضرت عائشہ صدیقہ

رضی اللہ عنہا سے ہین اور اون مین حالات اور واقعات مدینۂ طیبہ کے بیان کئے گئے ہین پس کیونکر
ہوسکتا ہے کہ یہ آیہ ناسخ اون احادیث اور معاملات کی ہو جو مدینۂ طیبہ مین واقع ہوے۔

آیۂ ثانیہ جس سے احتجاج حرمت غنا پر منکرین کرتے ہین یہ ہے اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ وَتَضْحَكُوْنَ
وَلَا تَبْكُوْنَ وَاَنْتُمْ سَامِدُوْنَ یعنی اس حدیث سے یعنی قرآن سے تعجب کرتے ہو تم ازروی انکار کے
اور ہنستے ہو تم ازروی استہزا کے اور نہین روتے ہو تم خوف وعید سے اور تم بازی کرنے والے ہو
یا غافل۔ منکرین کہتے ہین کہ سامدون مشتق ہے سمود سے جو بمعنی غنا کے ہے پس یہ آیت دلالت
کرتی ہے مطلق غنا کے حرام ہونے پر۔ جواب یہ ہے کہ صاحب بیضاوی نے سامدون کے معنی لاہون
اور مستکبرون کے لکھے ہین اور یہ لکھا ہے کہ یہ مشتق ہے مِنْ سَمَدَ الْبَعِيْرُ فِيْ مَسِيْرِهٖ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ
اسکو غنا سے کچھ مناسبت نہین ہے اور اگر سامدون کو مشتق سمد سے جو بمعنی غنا ہے فرض کرین
تو یہ مطلب ہوگا کہ سرود بہ نیت باز رکھنے سماعت قرآن سے ممنوع یا مکروہ ہے تو یہ مخالف ہمارے
نہین ہے اسواسطے کہ یہ بہی ایک سبب ہوگا اسباب منکرہ سے کہ وہ بالاتفاق حرام ہے پس کہان ہے
اس آیت سے دلالت اوپر حرام ہونے کل غنا کے خصوصًا اوس غنا پر جو بذکر آخرت اور شوق یاد الٰہی کا ہو۔

آیت ثالث جسکے ساتھ احتجاج حرمت غنا پر کرتے ہین یہ ہے کہ سورۂ بنی اسرائیل مین واقع ہے۔
وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ
وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ترجمہ یہ ہے کہ بہکا جسکو توبہکا سکے اونمین سے
ساتھ آواز اپنی کے اور کھینچ لا اوپر اونکے سوارون اپنون کو اور پیادون اپنون کو اور شریک ہو اونکا
بیچ مالون اونکے کے اور اولاد اونکی کے اور وعدہ دے اونکو اور نہین ہے وعدہ دینا شیطان کا
اونکو مگر فریب۔ وجہ استدلال مین یہ کہا جاتا ہے کہ صوت سے مراد غنا اور مزامیر ہے جواب
اسکا یہ ہے کہ تمام کتب تفاسیر مین معنی صوت کے آواز اور شمول اوسکا ساتھ وسوسہ اور فساد کے لیا گیا ہے

اگر صوت سے غنا ارادہ کیا جاوے تو یقیناً غنای محرم مراد ہوگا بمقتضای مقام کے کہ بیان طریقہ گمراہی شیطان کا ہے غنای مطلق کی حرمت کے لئے کب اس آیت سے استدلال ہوسکتا ہے۔

چوتھی آیت جس سے استدلال حرمت غنا پر کیا جاتا ہے یہ ہے۔ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً یعنی یہ ہین کہ نہین ہے نماز مشرکون کے نزدیک خانۂ کعبہ کے مگر سیٹی بجانا اور تالی بجانا وجہ استدلال مین کہتے ہین کہ ہرگاہ سیٹی بجانا اور تالی بجانا ممنوع ہوا پس غنا کہ خالی اوس سے نہین ہوتا بالطریق اولی ممنوع ہے۔ جواب اسکا یہ ہے کہ ممانعت دستک زنی اور صفیر سے ایک مقام خاص پر یہ ضرور نہین ہے کہ سب وقت اور سب جگہہ یہ امر ممنوع ہو چنانچہ دستک زنی عورت کا جو خارج نماز سے ہو درست نہین ہے مگر عین نماز مین اگر اوسکو ضرورت پڑے تو جائز ہے اس طرح سے دستک زنی کرے کہ ہتیلی ایک ہاتہہ کو اوپر پشت دست دوسرے ہاتہہ کے مارے ایسا ہی شیخ محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ مین بجواب استدلال کرنے اس آیت کے لکھا ہے وہو ہذا۔ وَالْاِسْتِدْلَالُ اَنَّ التَّصْدِيَةَ مَمْنُوْعٌ وَالْغِنَاءُ لَا يَخْلُوْ عَنِ التَّصْدِيَةِ قَالَ فَاِنَّ مِنْ مَنْعِ شَيْءٍ فِيْ حَالَةٍ مَخْصُوْصَةٍ لَا يَلْزَمُ مَنْعُهُ فِيْ سَايِرِ الْاَوْقَاتِ وَالْمَقَامَاتِ وَلِهٰذَا يَجُوْزُ لِلْمَرْاَةِ فِي الصَّلٰوةِ ضَرْبُ الرَّاحَةِ عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهَا اِذَا نَابَهَا شَيْءٌ وَلَا يَجُوْزُ فِيْ غَيْرِهَا وَلَمَّا كَانَ الْبَيْتُ مُعَظَّمًا وَالطَّوَافُ بِهٖ صَلٰوةٌ مُنِعُوْا عَنْ ذٰلِكَ۔

پس مدعی حرمت غنای مطلق کو واجب ہے کہ ایسی آیت پیش کرین کہ جس سے غنای مطلق کی حرمت ثابت ہو اگر ایسی آیات اور ادلہ غیر ظاہر و خفی سے استدلال جائز ہو تو آیات جنکا ذکر شروع مین ہمنے کیا مثل اَلَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اور وَاِذَا سَمِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ اور نیز دیگر آیت مثل اسکے جن سے سماع غنا مراد ہی بالطریق اولی واسطے ابطال حرمت کے برہان قاطع ہوسکتی ہین۔

احادیث جو اہل تحریم پیش کرتے ہین وہ چار قسم کی ہین ایک وہ کہ کتب اہل حدیث مین اوسکے ضعیف ہونے یا اوسکے عدم صحت کے یا اوسکے موضوع ہونے کی تصریح ہے دوسرے وہ کہ کتب صحاح مین وہ حدیث پائی نہین جاتی جن کتابون مین وہ روایت کی گئی ہے اونکے معتبر ہونے مین محدثین کو کلام ہے تیسرے وہ کہ کتب احادیث مین اونکا پتہ نہین ہے تعصباً منکرین نے اختراع او افترا کر کر شہرت دی ہے۔
چوتھے یہ کہ وہ حدیث کتب صحاح مین پائی جاتی ہین مگر مورد اوسکا خاص ہے یعنی وہ حدیث مذمت یا حرمت غنای مین متقترن بمنکرات ہے وارد ہوئی ہے اور نافہمان نے اوسکو مورد عام پر لے جاکر علی الاطلاق اوس سے حرمت سمجھی ہے۔ اون احادیث کو مولوی نور اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ملقب بہ نغمۂ عشاق مین تیسرے باب مین مفصل مع اونکی جواب کے تحریر فرمایا ہے چونکہ وہ کتاب چھپ گئی ہے لہذا بوجہ طوالت ان اوراق مین اونکو نہین لکھا جاتا اوس کتاب کے ملاحظہ سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہین۔
پس تغنی اور غنا کہ بمعنی سرود کہنے کے ہین اور سماع بکسر بمعنی سننے قول جمیل یعنی کلام موزون کہ ساتھ حسن صوت کے ہو مطلقاً حرام نہین ہے بلکہ جو سماع ایسا ہو کہ منجر محبت الٰہی اور متابعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور دنیا او رکار دنیا سے بیزاری پیدا کرے اور توجہ الی اللہ کا باعث ہو وہ سماع طاعت ہے اور حلال ہے ہان البتہ وہ سماع کہ ملہی ہو یعنی باز رکہنے والا ہو صوم و صلوٰۃ او راذکار سے اور منجر ہو طرف امور شہوانی کے اور مذکر ہو شرب خمر کے لئے جیسا کہ زمانۂ سابق مین عادت فساق و اہل ونیا کی تہی وہ حرام ہے اور ایسا سماع ہی حرام نہین ہے بلکہ جو چیز ایسے باز رکہنے والی ہو یاد خدا سے وہ کل حرام ہین جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔
اگرچہ احادیث او راقوال بزرگان سے حلت اور مباح ہونا سماع کا حسب مندرجۂ بالا احسن وجوہ ثابت ہوا مگر بعض اشخاص اس طرح سے کلام کرتے ہین کہ مطلق سماع مباح ہے مگر جو سماع کہ مزامیر کے ساتھ ہے وہ حرام ہے اسواسطے ضرور ہے کہ کچہ حال مزامیر اور معازف اور ملاہی اور ملاعب کا لکہا جاوے۔

فصل چہارم بیچ بیان مزامیر کے ۔ معنی لہو و لعب و معازف و مزمر کے بیان کئے جاتے ہین واضح ہو کہ اَللّھْوُ فِی القَامُوْسِ لَھَا لَھْوًا بازی کرد کَالْتَہیٰ وَاَلْھَاہٗ بازی کنانید اور آن بازی ۔ اَلْمَلَاھِیْ آلات بازی اَللَّعِبُ فِی القَامُوْسِ لَعِبَ سَمِعَ لَعْبًا وَلَعِبًا بازی کرد ضد جد اَلْمَعَازِفُ آلات لہو مِعْزَف بکسر میم و سکون عین آواز حسن و جرسے کہ شنیدہ شود در بادیہ بہ شب و بمعنی آواز باد نیز آمدہ کَذَا فِی القَامُوْسِ ۔ اَلْمِزْمَارُ مشتق ہے زمر سے فِی القَامُوْسِ ۔ زَمَرَ یَزْمِرُ زَمْرًا وَ زَمِّرَ یُزَمِّرُ تَزْمِیْرًا نواخت نے را زَامِرَۃٌ زن نے نواز زَمَّارٌ کَشَدَّادٍ نے نواز یہ معنی لغوی الفاظ کے ہین مگر عرف مین لہو و لعب دونون بازی کے معنی مین مشہور ہین لیکن محققین نے ایک فرق دقیق دونون مین بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ جو چیز ایسی ہو کہ اوسکے ارتکاب مین ایک غایت مقصود ہو جیسا کہ تانس خاطر اور تفرح طبع و تنشیط دل اوسکو لہو کہتے ہین جیسا کہ جانورون کو پالنا اور گنجفہ و شطرنج و نرد وغیرہ کھیلنا اور جو چیز ایسی ہو کہ اوس کے ارتکاب مین کوئی غایت ملحوظ نہ ہو اور بغیر تصور مقصود اوسکے ساتھ شغل کرین اوسکو لعب کہتے ہین اور شرع شریف مین لہو و لعب کے لئے ایک حکم نہین ہے بلکہ ہر قسم کے لئے حسب حیثیت و اعتبار اور بلحاظ اوسکے غایت کے احکام مختلف ہین ۔ علی ہذا القیاس مزامیر اور معازف عرف عام مین بہ معنی ساز اور آلات غنا کے مشہور ہین لیکن اہل تحقیق کہتے ہین کہ مزامیر وہ چیز ہے کہ منہ سے بجائی جاوے جیسے نے و بانسلی و سرنای و قرنای ہے ۔ اور معازف وہ ہے جو ہاتھ سے بجائی جاوے مانند دف و طبل و عود و ستار و طنبور و تار وغیرہ کے ۔ پس سب مزامیر اور معازف کے لئے ایک حکم شرع مین نہین ہے علی الاطلاق سب معازف اور مزامیر کو حرام کہنا جہالت اور سفاہت ہے علمای محققین نے بعض کو مستحب و مسنون کہا ہے اور بعض کو حرام کہا ہے اور بعض مین سکوت کیا ہے ہر ایک کی تفصیل آگے آتی ہے ۔

فصل پنجم بیان اقسام واحکام مزامیر کے بین

چونکہ معازف اور مزامیر عرف عام مین بمعنی ساز وآلہ غنا کے شہرت رکھتے ہین مگر اہل شرع کے عرف مین حدود معازف اور مزامیر اور اوتار مین اختلاف بہت ہے اسواسطے حکم بہی اونکے مختلف ہین یہ بیان کرنا کہ یہ ساز بسایط سے ہے یا مرکب ہے اور کس نے اسکو ایجاد کیا اور کب ایجاد ہوا اور فائدہ اوسکا کیا ہے ہمکو ضرور نہین ہے اوسکا ذمہ اہل موسیقی پر ہے مگر جن مین اہل شرع نے گفتگو کی ہے وہ مزامیر از روے عقل چار قسم پر ہین ایک وہ کہ تار رکہتا ہو وہ یا ریشم خواہ آہنی یا برنجی ہو اہل ہند اوسکو تنتری کہتے ہین جیسے کہ بین اور طنبورا اور رباب اور قانون وغیرہ ہین دوسرے یہ کہ تار نہ رکہتا ہو اور چمڑے سے منڈہا ہوا ایک طرف سے یا دونون طرف سے اوسکو اندہ کہتے ہین مثل نقارہ وطبلہ وطبل ومردنگ ودائرہ ودف وغیرہ تیسرے یہ کہ تار اور چمڑا دونو رکہتا ہو دو ساز کو ملاکر بجاوین اور وہ مجوف ہو اوسکے اندر کوئی چیز ڈالین کہ اوسکی حرکت سے آواز دے اوسکو گُن کہتے ہین مثل جہانجھ ومجیرہ وگہونگرو وگہنٹہ یا اوسکے اندر اہل صناعت ایسی چیز ڈالین کہ اوسکی تہوڑی حرکت سے بوسیلہ آلات واجزاے اندرونی کے خود بخود آواز دے جیسے ارغنون ہے کہ انگریزی مین اوسکو ارگن کہتی ہین چوتہے یہ کہ دم کی کشش سے منہ سے بجاوین اوسکو اہل ہند سکر کہتے ہین مثل نے وشبانہ وسرنای وقرنای ونفیری وغیرہ ۔

اب مدعی حرمت مزامیر سے پوچہا جائے کہ آیا ہر چہار قسم کے مزامیر کو علی الاطلاق حرام اور گناہ کبیرہ وہ کہتے ہین یا بعض قسم کو بعموم انواع یا بخصوص افراد کے ہر دو صورت مین تین وجہ سے منع اونکے قول پر وارد ہوسکتی ہے اولاً یہ کہ تعریف کبیرہ کی اوسپر صادق نہین آتی اسواسطے کہ کبیرہ وہ ہے کہ حرمت اوسکی دلیل قطعی سے جس مین شبہ نہو ثابت ہوا ور ایسی نص حرمت مطلق مزامیر یا اوسکی جنس مخصوص مین غیر مسلم ہے ہان بعض احادیث صحاح مین مذمت غنا ومعازف

شراب خواری سے جیسا کہ روایت کی ہے ثقات نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جب حرام کی گئی شراب حرام کئے گئے مزامیر اسواسطے کہ وقت شراب خواری کے آدمی اوسکو بجاتے تھے پس اونکا بجانا حرام کیا گیا بوجہ یاد دلانے خمر کے پس مزامیر قبیح ٹھہرائے گئے دوسری وجہ سے جو اوسکے غیر مین تھے جب وہ وجہ جاتی رہی تو جاتی رہی گی حرمت بھی اوسکی اور اسی واسطے بجانا دف کا لڑائیون اور شادی مین اور بجانا صنج یعنی جھانجہ کا اوقات خمسہ مین مباح ہوا کیونکہ بوجہ متغیر ہونے علت کے حکم بھی متغیر ہو جاتا ہے اور ہر گاہ نفس منزہ ہوتا ہے آواز زکی یعنی پاک کے ساتھہ تو وہ زیادہ اور تیار ہو جاتا ہے واسطے مشاہدہ اللہ تعالی کے پس آواز مزامیر کی نفس کو کدورت سے طرف صفائی کی بولانے والی ہوتی ہے اور اسفل سے اعلی کی طرف کہینچ لیجاتی ہے اسواسطے کہ آواز حسن قوۃ ارواح کی ہے اور اوسکو عالم ملکوت مین ایک قوت ہے — اور احیاء العلوم مین حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہین کہ ظروف شراب اور مزامیر مین حرمت عارضی ہے نہ ذاتی اور ایسا ہی فتوی ابراہیم شاہی اور فتاوی غیاثیہ مین مرقوم ہے — اور نیز شیخ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ محققین نے فرمایا ہے کہ ممانعت اوتار اور مزامیر سے تین وجہ پر ہے اول یہ کہ ابتدای اسلام مین مزامیر کی آوازین داعی ہوتی تہین شراب خواری کے لئے یعنی اونکو سنکر لوگ شراب پینے کے لئے مستعد ہو جاتے تھے جب شراب حرام ہوئی تو دواعی بھی اوسکی حرام کئے گئے دوسرے یہ کہ قریب وقت شراب خواری کے جو مزامیر بجائے جاتے تھے وہ زیادہ شوق شراب خواری پر دلاتے تھے اور لوگ شراب خواری اور شوق فسق مین زیادہ اقدام کرتے تھے تیسرے یہ کہ اجتماع اور بجا کرنا اوتار اور مزامیر پر عادت اہل شرب یعنی شراب خوارون کی اوس زمانہ مین تھی لہذا مسلمانون کو منع کیا گیا کہ تشبہ بکفار لازم نہ آوے پس حال علت اول اور ثانی کا بلا تفاوت حال حرمت ظروف شراب کا ہے یعنی تاوقتیکہ حرمت شراب مسلمانون کے ذہن مین کما حقہ راسخ نہین ہوئی ظروف شراب کا بھی استعمال حرام کیا گیا اور بعد تقرر اور تحقیق حرمت

شراب کی حرمت ظروف سے زائل کی گئی چونکہ علت ممانعت ظروف ومزامیر مشترک ہی پس اجازت ظروف کے استعمال سے اباحت مزامیر کی ہی کہ اصل مین مباح ہے ثابت ہوئی اور علت سوم کہ تشبہ بکفار ہے وجمیع آلات غنا مین پائی نہین جاتی اسواسطے کہ تشبہ بکفار سے وہی چیز حرام ہوتی ہے جو چیز خصائص کفار سے ہو اور اسلام مین پائی نہ جائے جیسے سنکھہ مندرون مین بجائے جاتے ہین اگر کوئی مسجد مین سنکھہ بجائے اور اوسکو عبادت جانے البتہ وہ حرام ہوگا اور ایسے ہی مخنثون کا طبل ہے کہ جسکو ہندی مین ڈورو کہتے ہین اور مختص فاسقون کے لئے ہے اور مثل انکے اور جو کچھہ ہو۔

سوال اگر کوئی کہے کہ احادیث اور اخبار جو دلایل اباحت مین ذکر کی گئین اون سے سنادف کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سناعود وبربط وطبل غازی وحجاج کا صحابہ وتابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے باختلاف اقوال ثابت ہوا اگر ڈہول اور طبلہ ومرونگ وپکہاوج وسارنگی وستار اور طنبورہ وغیرہ آلات مخترعہ کہ زمانۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین نہ تہے حکم اباحت اونکے کاکہان سے معلوم ہوا۔ جواب مین کہتا ہون کہ موافق مذہب حنفی اوسکی اباحت محتاج دلیل کی نہین ہے اسواسطے کہ موافق ضابطہ حنفیہ کے اشیا مین دراصل اباحت ہے حرمت کسی چیز کی ثابت نہین ہوتی مگر بوجہ وارد ہونے نص کے خاص اوس چیز مین چنانچہ علماء حنفیہ فرماتے ہین کہ حدیث اِنْ کُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِیْ وَاَعْلِنُوا النِّکَاحَ بِالدَّفِّ مین حکم واسطے استحباب اور سنت دف زنی کے ہے والا اباحت غنا ودف زنی حکم کی محتاج نہین ہے۔ اور بموجب مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے کہ اون کے نزدیک اصل ہر شے مین حرمت ہے احادیث مذکورہ اور فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسطے اباحت مطلق مزامیر کے کفایت کرتا ہے اسواسطے کہ وارد ہونا نص کا ایک فرد مین ثابت کرتا ہے مطلق اباحت کو لیکن دیگر اقسام مزامیر کہ نص شرعی کا اونکی حلت مین وارد ہونا پایا نہین جاتا مسکوت عنہ رہے اکثر علماء حنفیہ موافق اپنے اصول کے اونکی اباحت کے قائل ہوئے اور بعضے ساکت ہین۔ اور علماء شافعیہ نے

قیاس اپنا جاری کیا یعنی جس چیز کو نص دف وطبل وعود وشبانہ سے پایا اوسکی اباحت کی تصریح
فرمائی اور جس مین نہی پائی اوسکو حرام کہا اور باقی مین سکوت اختیار کیا پس مقدمہ مزامیر کا مجتہد فیہ پایا گیا
اور انکار اور ارتکاب امر مجتہدین نہ فاسق ہوتا ہے نہ تضلیل اوسکا کافر ہوتا ہے۔ از نغمۃ الشوق

خاتمہ آثار وفوائد وشرائط وآداب سماع مین)

واضح ہو کہ سماع سبب اصلاح طبع اور موجب جمعیت حال سامع کا ہے اسواسطے کہ آدمی مین ایک
نفس دوسرے ہوا یعنی خواہش تیسری عقل چوتھے روح ہے اور ان چارون کے واسطے غذا
ضروری ہے آدمی کو جو کچھ حاصل ہوتا ہے اوس سے یہ اثر مترتب ہوتا ہے کہ وہ غذا ان چارون کے
لئے ہو یا کسی ایک کے لئے جب غذا ایک کی حاصل ہوتی ہے تو دوسرے کو وحشت اور پریشانی پیدا ہوتی ہے
جب چارون کے لئے ایک نعمت سے غذا یعنی حصہ پہنچتا ہے تو پھر کوئی خصومت اون مین نہین رہتی
اور ہر ایک اپنی غذا کے ساتھ مشغول ہوتا ہے پس یہی حال سماع سے حاصل ہوتا ہے اسواسطے کہ
جو بات ساتھ آواز خوش کے سنی جاتی ہے اوس سے یہ چارون محظوظ ہوتے ہین اولاً نفس
راستی اور درستی اور کجی آواز نظم ونثر وصنائع وبدائع اوس بات مین محظوظ ہوتا ہے۔
اور ہوا یعنی خواہش استقامت وانحراف اصول موسیقی وترتیب وتنسیق نغمون مین مائل ہوتی ہے
اور عقل اصل معانی اور لطافت سخن کے ساتھ ملتفت ہوتی ہے اور روح آواز خوش کے ساتھ
کہ مبدا اوسکا ہے عالم ارواح سے میل کرتی ہے پس اوس بات کی استماع سے ہر ایک اپنی غذا سے
بہرہ مند ہوکر وہ لذت اور جمعیت اور ذوق اور شوق حاصل کرتا ہے جو اور نعمای الٰہی سے میسر نہین
آتا اسی واسطے کہا گیا ہے کہ سماع حق سے ہے کہ طبیعتون مین اثر کرتا ہے بعض آدمی سماع مین
بے ہوش اور بعض ہلاک ہوتے ہین کوئی ایسا آدمی نہین ہے کہ حد اعتدال سے اوسکی طبیعت باہر
نہ ہوتی ہو یہ دعوی محتاج دلیل اور برہان کا نہین ہے ہر ذی روح کہ جسکی عقل اور حواس صحیح ہون گے

اس بات کو دریافت کرسکتا ہے اور جو اس لذت سے محروم ہے جاننا چاہیے کہ طبیعت اوسکی جامد اور
عقل اور روح اوسکی علیل ہے اوسکو انسانیت سے حصہ نہین دیا گیا ہے ہرگاہ خاصیت مطلق سماع
کی دریافت ہوئی اب جاننا چاہیے کہ سماع محرک اوس معنی کا ہوتا ہے کہ جو سامع کے دل مین ہو چنانچہ تائب جب
سنتا ہے اوسکو سماع سے حسرت اور ندامت اور مشتاق کو شوق رویت اور موقن یعنی یقین کرنے والے
کو یقین کی تاکید اور محب کو باعث انقطاع علائق اور بے نوا کو بینا و نومیدی کی خلائق سے اور مجرد کو
در مهاجرت اور واصل کو لذت مواصلت زیادہ ہوتی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مثال سماع کی
مانند آفتاب کے ہے کہ جس چیز پر وہ چمکتا ہے اوسکو موافق مرتبہ اپنے کے ذوق اور مسرت حاصل
ہوتا ہے ایک کو جلاتا ہے ایک کو افروختہ کرتا ہے ایک کو نوازتا ہے یعنی فائدہ پہنچاتا ہے ایک کو
گلاتا ہے پس آثار سماع کے موافق اختلاف طبائع اور تفاوت استعداد سننے والون کے مختلف اور
متفاوت ہوتے ہین مراتب مستمعان سماع ہر چند مستمعان کے مراتب یعنی درجے بہت ہین لیکن
باقتضای غلبۂ نفس و ہوا و عقل و روح چار قسم سے باہر نہین ہین اول یہ کہ صرف آواز کے سننے سے
محظوظ ہون وہ آواز خواہ انسان کے گلے سے ہو یا وہ آواز نغمہ آلات و ساز کے ہو اور کلام اس سے
کہ مہمل ہو یا موضوع ہو اور موزون ہو یا ناموزون اور قطع نظر اس سے کہ جو بات سننے کی ہو وہ سمجھ
مین آوے یا نہ آوے یہ ادنی تاثیر سماع کی ہے اور اس اثر مین ہر ذی روح انسان کے شریک
ہے حتی کہ بیل اور اونٹ اور سانپ و مور وغیرہ اسواسطے کہ عالم ارواح کو ساتھہ عالم حسن و جمال کے
ازل سے ایک مناسبت ہے۔ دوم یہ کہ طبیعت الحان اور نغمات کے ساتھہ جو موزون بوزن موسیقی
کے ہون مناسبت رکھتی ہے ایسے سننے والے صرف بوجہ سننے آوازون کے کہ مولف فیمابین سُر اور
تال اور سَم کے ہون متلذذ ہوتے ہین برابر ہے کہ وہ آواز خوش آوازی سے ادا کیجاوے یا گریہ
آواز کے ساتھہ ہو اور وہ انسان سے ہو یا چوب اور تار وغیرہ آلات سے ہو اور قطع نظر اس سے کہ

بیان مراتب مستمعان سماع

مسموع بامعنی ہو یا بےمعنی مگر بوضع ہونے موسیقی کے حظ حاصل کرتے ہین اور برابر ہے کہ اونکے دل مین
معنی عشق مجازی سے یا حقیقے سے ہویا نہو۔ سوم یہ کہ نسبت عشقیہ قلب سامع مین ہو اور مقصود اوسکا
سماع سے سمجھنا مسموع کا اور اپنی مراد پر اوسکے مضمون کو منطبق کرنا ہو چونکہ مراتب اہم سماع مین
سمجھنا مسموع کا ہے اور مراتب فہم متفاوت ہوتے ہین لہذا یہ نوع دو قسم پر ہے قسم اول سماع عام سماع عام
ہے وہ یہ ہے کہ جو کچھ سنے اور سمجھے اوسکو اپنے مطلوب پر جو جنس مخلوق سے ہے منطبق کرے مثلاً
ذکر خال وخط و زلف و ابرو کو سنکر اپنے معشوق مجازی پر خواہ وہ معین ہو یا غیر معین وارد کرے اگر
ذکر ساقی اور شراب اور شراب خانہ کا سُنے اوس سے معنی ظاہری مراد لے اگرچہ یہ قسم مذموم ترین سماع
سے ہے مگر عشق مجازی مین بہی آتش سماع تدریجاً سوز و گداز پیدا کرتی ہے اور عاشق مجازی کی طبیعت
کو آمادہ قبول عشق حقیقی کا کر دیتی ہے۔ قسم دوم سماع خواص ہے وہ بہی منقسم دو قسم پر ہے ایک
سماع مبتدیان ہے وہ یہ ہے کہ بعد سمجھنے مضمون کے مسموع کو اپنے احوال پر وارد کرے پس سماع مبتدیان
نسبت عشقیہ کہ خداوند سبحانہ کے ساتھ رکھتا ہے وہ آتش شوق الٰہی کو دل مین جنبش دیگے اور رہ
مرید ضرور کوئی مراد رکھتا ہے اور اوسکو طریق سلوک مین ایک حال ہوتا ہے جب سالک مذکور سماع
سنتا اور سمجھتا ہے تو مسموع کو مشتمل اوس چیز پر پاتا ہے جو مناسب حال سالک کے ہے البتہ سماع
اوسکے معاملہ مین ترقی کرتا ہے اور اوسکو اوسکے حال سے لے جاتا ہے مثلاً سالک طالب لقا ہے
یا مبتلای شوق وصل ہے یا گرفتار سوز و ہجر مین ہے اور مسموع شامل ہے ساتھہ ذکر عتاب یا خطاب
اور قبول یا رد کے یا اوپر وصل یا ہجر وغیرہ کے پس ضرور ہے کہ وہ مسموع کے مضمون کو موافق
مراد اپنی کے وارد کرکر اوس سے محظوظ ہوگا۔ دوسری قسم سماع منتہیان ہے وہ یہ ہے کہ سامع
تمام مقامات اور حالات مبتدیان کو طے کر چکا ہو اور بعد فنای نفس اور انعدام معاملات نفسی کے اوسکا
فہم ماسوای اللہ سے فارغ ہو چکا ہو اور مشاہدۂ حق مین وہ مستغرق ہو ایسے لوگون کی حالت مشابہ ہے

اون عورتون کے حال سے کہ جنھون نے مشاہدہ جمال یوسف علیہ السلام مین بجاے لیمون کے اپنے ہاتھہ چاقو سے کاٹ ڈالے اور رہا تھا ور لیمو مین کچہہ فرق نہ کیا یہ لوگ جو کچہہ سنتے ہین وہ ساتھہ حق کے سنتے ہین اور حق سے سنتے ہین انہین کی شان مین یہ آیت ہے فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَه اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ اقتباس الانوار مین لکھا ہے کہ حالات سماع چند اقسام پر ہین اول ابتداءً حال مین غایت قلق واضطراب مہجوری مقصود سے صوفی کو ایک تغیر پیدا ہوتا ہے ایسی حالت مین صوفی لاچار ہوتا ہے یہ کیفیت نزدیک اس قوم کے چندان لائق اعتبار کے نہین ہے دوم ایک کیفیت ہے کہ عروج کے وقت صوفی بے حس وحرکت ہو جاتا ہے اسواسطے کہ وہ مسافر بتابعت نفیم کے منقطع ہوتا ہے یہ حال بہت بزرگ ہے لیکن یہ کام مستدیون کا ہے ابتدائی عروج مین ایسی کیفیت ہوتی ہے۔
قسم سوم یہ ہے کہ صوفی روح کو رقص کرتے ہوے دیکھتا ہے اوسکی متابعت مین خود رقص کرنے لگتا ہے اور بے اختیار ہوتا ہے یہانتک کہ روح بصورت سالک نظر پڑے یا اوسکی نظر سے غائب نہ ہو تسکین صوفی کو نہین ہوتی علامت قسم اول کی سرخی منہ کی ہے اور علامت قسم ثانی کی زرد ہو جانا مُنہ سالک کا ہے مگر یہ دونون قسمین اس گروہ کے نزدیک اعتبار کلی نہین رکھتی ہین لیکن قسم سوم جو اس سے برتر ہے یہ ہے کہ مشاہدہ روح اعظم مین صوفی غرق ہوتا ہے اور بمتابعت اوسکے رقص کرتا ہے اوسوقت جسم ظاہری اوسکا حکم روح کا رکھتا ہے اور نظر خلق سے علٰحدہ ہو جاتا ہے یہ قسم اعلیٰ وافضل ہے اس حال مین رنگ چہرہ اور آنکھین صوفی کی سرخ ہو جاتی ہین اور صورت اوسکی مہیب خلق کو نظر آتی ہے۔ اور ایک قسم اور ہے کہ صوفی ہجر اور وصال مین رقص کرتا ہے اور کبھی ہنستا ہے اور کبھی روتا ہے یعنی جو مطلوب کو حاضر دیکھتا ہے ہنستا ہے اور رنگ اوسکا سرخ ہو جاتا ہے اور جو مطلوب کو غائب پاتا ہے روتا ہے اور رنگ اوسکا زرد ہو جاتا ہے یہ قسم نہایت عالی ہے کہ ہجر اور وصال معاً

ظہور پذیر ہوتا ہے۔

واضح ہو کہ سماع مین امر اہم سمجھنا مسموع کا اور اوسکو اپنے حالات پر وارد کرنا ہے اور اکثر کلام نظم و نثر و دہرہ و کبت و خیال و ٹپہ و ہولی و ٹھمری وغیرہ مین ایسے الفاظ مستعمل کئے گئے ہین اور اونکے معانی ظاہری کا مصداق معشوق حقیقی مین پایا نہین جاتا مثلاً زلف و خال و خط و رخسار و لب و دانت و آنکھ و کان و ہاتھ و پاو سر و گردن و سرین و کمر و ناز و کرشمہ و سحر و جادو کہ یہ مخصوص ساتھ معشوقان مجازی کے ہین اور شراب و کباب و میخانہ و ساقی و پیمانہ و پیالہ و مینا و صنم و بتخانہ وغیرہ کہ یہ نہین پائے جاتے مگر دنیاوی عیش مین اور اہل شریعت کے نزدیک شرط مسموع کے لئے یہ ہے کہ وہ تاویل پذیر ہو اور صاحبان طریقت کے نزدیک بہی ایسی چیز کے ساتھ التفات کرنا کہ جو معشوق حقیقی سے تعلق نہ رکھتی ہو بزہ کاری ہے اور اس مین شک نہین ہے کہ ہزارہا اولیا و صدیقین نے ایسے اقوال اور اشعار کے سننے مین کہ جنمین الفاظ مذکورہ شامل ہین جان دی ہے اور حظ وافر اور نصیبہ تمام حاصل کیا ہے پس معلوم ہوا کہ اس گروہ حق پژوہ کے نزدیک ان الفاظ ظاہری سے معنی مرادی اور ہین کہ اونکے سننے سے ساتھ معشوق حقیقی کے توجہ فرماتے ہین اور اپنی مراد معنوی کو پہونچتے ہین۔ اسی واسطے حضرت شیخ الاسلام والمسلمین جامع طریقت و حقیقت حضرت سید اشرف جہانگیر السمنانی قدس سرہ نے لطیفہ ہجدہم کتاب لطائف اشرفی تشریح معانی ایسے الفاظ کی فرمائی ہے اوسکو ملاحظہ کیا جاوے اس نحیف نے آخر اس کتاب مین نقل کر دیا ہے۔

آداب سماع

آداب سماع کے کہ اہل طریقت واسطے استفادہ سماع کے اونکے لئے تاکید فرماتے ہین وہ منحصر ہین زمان و مکان و اخوان کی رعایت کرنے مین لیکن زمان سے مراد وقت ہے کہ فارغ ہو فکر نماز و تلاوت قرآن و مراقبہ و اوراد وغیرہ واجبہ اور ملتزمہ سے اور نیز وہ وقت خالی ہو خلجان ضرورت بشری سے مانند

E2087 ۹۷۰۸۶ M97

وقت کھانا کھانے اور حاجت پیشاب و پاخانہ وغیرہ سے اور وہ وقت ایسا نہو کہ بوجہ دوسرے فکرون کے
خاطر پریشان ہو کہ ایسے اوقات مین سماع کچھ فائدہ نہین دیتا بلکہ وقت سماع کے جمعیت دل و فراغ خاطر
تعلق ماسوی اللہ سے ضرور ہے تاکہ قلب سامع کا مستجلب رحمت الٰہی کا ہو۔
لیکن مکان۔ مراد مکان سے وہ ہے کہ محل سماع کوچہ و بازار و رہ گذر عام و مجمع تماشائیان
عورت و مرد کا نہوا اور جگہہ تنگ و تاریک اور موقعہ نجاست مثل گھوڑے وغیرہ کے نہو اور نیز مکان
کسی امیر جابر اور بادشاہ و وزیر ظالم کا نہو اسواسطے کہ صوفیون کے دل وہان وساوس اہل دنیا
سے خطناک ہونگے ایسے مقامات مین سوای ضایع کرنے وقت کے کچھہ فائدہ سماع سے حاصل
نہین ہوتا۔ لیکن اخوان سے یہ مراد ہے کہ مجلس اور صحبت سماع مین جو لوگ حاضر ہون
وہ اہل اوسکے ہون اہل سے یہ مراد ہے کہ دل اون لوگون کے خالی عشق اور محبت خدا سے
نہون اور اہل اللہ کے ساتھہ حسن عقیدت رکھتے ہون اور غفلت اور انکار کے ساتھہ سماع
کو نہ سنتے ہون اگر محفل مین سالکان ہمطریق مانند چشتیان و قادریان وغیرہم مجتمع ہون اونکی
اثر صحبت سے زیادہ تر فیض محفل مین جلوہ گر ہوتا ہے ہرگاہ اہل غفلت و ہوا و دنیا دار بے ادب
و متکبر یا بعض سالکان منکر اور متعصب با درویشان شریک ہون اور واسطے نمائش کے جوش و خروش
کرین ایسے لوگون کی حضوری سے وہ فیض جو سماع سے ہوتا ہے مسدود ہوجاتا ہے اور صحبت کا رنگ
دگرگون ہوتا ہے اگر مجلس مین اشخاص مختلف ہون تو وہ ملال کا باعث الکل ہوتا ہے مگر مجلس مین اگر ایک
صاحب دل و صاحب تصرف ہو تو سب پر وہ محیط ہوتا ہے اور اپنے رنگ مین سب کو جسکو
وہ چاہے رنگ لیتا ہے لیکن اعراس بزرگون مین جو مجمع اشخاص مختلف الطبائع کا ہوتا ہی اون
سب مین اثر فیض صاحب مزار ضرور ہوتا ہے اور کل اوس سے حسب ظرف اپنے کے بہرہ ور ہوتے ہین
حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کیمیاء سعادت مین تحریر فرمایا ہے کہ جو لوگ اہل سماع

ہین اگر وہ مجلس مین بیٹھین تو ادب یہ ہے کہ سب لوگ سر ڈالکر بیٹھین ایک دوسرے کی طرف نہ دیکھے نہ کسی
سے بات کرے اور پانی نہ پئین اور ادہر ادہر نہ دیکھین اور ہاتھہ پاؤن نہ ہلاوے اور اس طرح سے
بیٹھے جیسے تشہد پڑہتے وقت نماز مین بیٹھتے ہین اور سب اپنے دل کو حق تعالی کی طرف متوجہ رکھین
اور منتظر اسکے رہین کہ کیا فتوح غیب سے ظاہر ہوتا ہے بوجہ غلبہ وجد کے اگر کوئی کھڑا ہو جاوے
تو سب لوگ اوسکی موافقت کے لئے کھڑے ہو جاوین اگر اوسکا کپڑا یا پگڑی گر پڑے تو اوسکو اوٹھالین
علاوہ اسکے اور آداب ہین کہ ہر مرید اپنے پیر سے معلوم کر سکتا ہے۔

آداب قوالان

چاہیئے کہ قوال می خوارہ و بد اطوار نہ ہو بلکہ نماز گزار و اہل نیاز ہو یعنی بزرگون اور صوفیون کے ساتھہ
عقیدت مند ہو اور اُجرت اپنی سرود کی مقرر نہ کرے بلکہ لِللہ خوش کرنا مستمعان کا اوسکا مقصود ہو
بطور انعام وصلہ شیخ وقت یا کسی صوفی صاحب حال سے جو وہ پاوے اوسکو تبرک جانے اور صوفیون کی
محفل مین باطہارت بیٹھے اور آغاز اور اختتام سماع کا کلام ربانی و آیات قرآنی پر کرے اگر قوال کو
کچھہ قرآن شریف سے یاد نہو تو اہل محفل سے جو کوئی قاری اور حافظ ہو وہ کچھہ تبرکاً پڑہے بعدہٗ قوال کو
چاہیئے کہ اول حمد پھر نعت پھر مدح بزرگان دین سے آغاز سرود کرے بعد ازان حسب رغبت اہل صحبت
برعایت وقت و لحاظ فہم مستمعان گاوے اور جو صوفیون کی سمجھہ مین نہ آوے وہ نہ گاوے بلکہ واسطے
مردمان عرب کے عربی اور ترکیون کے لئے ترکی اور آگے فارسی دانون کے کلام فارسی اور آگے
ہندیون کے ہندی گاوے اور ایسا آہنگ اختیار نہ کرے کہ الفاظ و مضمون اہل محفل کی سمجھہ مین
نہ آوین۔ اور تداخل مضامین مین نہ کرے یعنی اگر کلام شعر ہجر شروع کرے تو اوسمین دوسرا کلام مختص
وصل ہو نہ ملاوے تاکہ موجب توحش خاطر مستمعان کا نہو اور جس چیز پر کسی صوفی کو ذوق وشوق ہو اوسکی
تکرار کا مضائقہ نہین ہے اور جو مزامیر کہ مخصوص اہل شرک اور اہل ہوا کے ہین اونکو نہ بجاوے

مثلاً سنکھ و ناقوس و طبل مخنثان کہ اوسکو ڈورو کہتے ہین و یراع یعنی بانسلی اور کوبہ یعنی مردنگ کہ اون مین مخصوص شارع سے نہی آئی ہے اسواسطے کہ محفل صوفیون کی محض واسطے ازدیاد عشق و محبت الٰہی اور تحصیل ذوق و شوق آخرت و زہد اور بیزاری دنیا کے لئے موضوع اور مرتب ہوتی ہے اور ہر حال مین آداب شریعت و طریقت کو نگاہ رکھین اسواسطے کہ سماع با آداب و شرائط مستجب رحمت الٰہی اور مستوجب زیادہ کرنے نسبت کا صوفیون علیہم الرحمۃ کے حق مین ہے۔

بیان وجد و تواجد و جل کا

قدوۃ المحققین علی ابن عثمان رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب مین لکھتے ہین کہ وجد اور وجود مصدر ہین ایک بمعنی اندوہ یعنی غم اور دوسرے بمعنی یافتن چونکہ دونون کے فعل ایک ہین لہذا فرق جو ان مین ہوتا ہے وہ مصدر سے ظاہر ہوتا ہے چنانچہ یون بولا جاتا ہے وَجَدَ یَجِدُ وُجُوْدًا بمعنی یافت اور وَجَدَ یَجِدُ وَجْدًا بمعنی اندوہگین شد اور نیز یون بھی کہا جاتا ہے وَجَدَ یَجِدُ جِدَۃً بمعنی توانگر شد وَجَدَ یَجِدُ وُجُوْدَۃً چون در خشم شد۔ پس ان سب مین فرق مصدر سے معلوم ہوتا ہے نہ افعال سے حضرات صوفیہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مراد وجد اور وجود سے ثابت کرنا دو حال کا ہے جو اونکو سماع مین پیدا ہوتے ہین ایک وہ کہ متقرون باندوہ ہو دوسرے وہ کہ موصول ہو ساتھ پانے مراد کے حقیقت اندوہ فقدان محبوب اور منع مراد سے ہے اور حقیقت پانے مراد کی حصول ہونا مراد کا ہے اسکا نام وجد ہے فرق درمیان حزن اور وجد کے یہ ہے کہ حزن نام ایک اندوہ کا ہے کہ اپنے نصیب مین ہو اور وجد نام اوس اندوہ کا ہے کہ نصیب غیر ہو بوجہ محبت کے اور یہ تعبیرات سب صفت طالب کی ہین اور حق لا یتغیر اور کیفیت وجد کی عبارت کے تحت مین نہین آسکتی اسواسطے کہ وہ ایک الم معائنہ مین ہوتا ہے اور الم کو قلم بیان نہین کر سکتا ہے۔ پس وجد ایک سِرّ ہے درمیان طالب اور مطلوب کے کہ اوسکی انکشاف مین بیان کرنا عیب من داخل ہے اور کیفیت وجود نشان اور اشارہ سے درست طور پر

بیان نہین کیجا سکتی ہے اسواسطے کہ وہ ایک طرب ہے مشاہدہ مین پس وجود ایک فضل ہے محبوب سے
ساتھ محب کے اور ایک گروہ یہ فرماتے ہین کہ وجد صفت مریدون کی ہے اور وجود نعمت عرفان سے
اور درجہ عارف کا مرید سے بلند ہوتا ہے - تواجد وہ تکلف کرنا ہے اتیان یعنے حصول وجد اور
انعام اور شواہد حق کو اپنے دل پر عرض کرنے مین اس مین دو گروہ ہین ایک وہ کہ تقلید کرتے ہین حرکات
ظاہری اور ترتیب رقص اور تزئین اشارات بزرگان مین یہ حرام محض ہے دوسرے یہ کہ وہ محقق
ہین کہ مراد اونکی تواجد مین طلب احوال اور طلب درجات بزرگان سے ہے نہ حرکات و رسوم اونکی - اصل یہ ہے
کہ فرمایا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من تشبہ بقوم فہو منہم اور نیز فرمایا اذا قرأتم القرآن
فابکوا وان لم تبکوا فتباکوا یہ حدیث ناطق ہے واسطے اباحت تواجد کے - اور روایت کی گئی ہے
کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پڑہی سورہ نساء آگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جب کہ
اس آیت پر پہنچے فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا
فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حَسْبُكَ یعنی بس کر اور دونون آنکھو مبارک سے آپکی آنسو بہتے
تھے - اور روایت کی گئی ہے کہ آگے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ آیت پڑہی گئی إِنَّ لَدَيْنَا
أَنكَالًا وَجَحِيمًا وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا پس غش ہو شدید - واضح ہو کہ وجل اور خشوع بہی
وجد ہے اگرچہ وہ من قبیل مکاشفات نہین ہے مگر من قبیل الاحوال ہے - اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے یہ کیفیت تہی کہ جب آیۂ رحمت پر گذرتے تہے تو دعا اور استبشار فرماتے تہے اور استبشار
بہی وجد ہے اور ثنا اور تعریف فرمائی ہے اللہ تعالی نے اہل وجد کی جیسا کہ ان آیات سے ثابت
ہے وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَىٰ أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ
الْحَقِّ - إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ روایت کی گئی ہے کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑہتے تہے اور آپکا سینہ مبارک ایسا جوش کرتا تہا جس طرح سے

تانبے کی دیگ مین جوش آتا ہے۔ اور بہ نسبت وجد صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقل کیا گیا ہے کہ بہت ایسے تہے کہ وقت پڑہنے قرآن شریف کے خروش فرماتے تہے اور بہت ایسی تہی کہ روتے تہے اور بعض ایسے تہے کہ اونکو غش آجاتا تہا اور بعض ایسے تہے کہ اوسی خوف مین مرجاتے تہے۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت زرارہ بن ابی اوفیٰ کہ تابعین سے تہے اور وہ امامت آدمیون کی کرتے تہے جب اونہون نے یہ آیت پڑہی فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ پس خروش کیا اور محراب مین گرکر مرگئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص نے یہ آیت پڑہی اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّالَهٗ مِنْ دَافِعٍ پس آپنے ایک بڑی آواز کی اور غش کہا کر پڑے۔ آپکو اوٹہا کر آپکے گہر لے گئے ایک مہینے تک آپ بیمار رہے۔
حضرت محمد معین الدین نقشبندی کتاب رق القلوب مین یہ حدیث لکہتے ہین عن انس رضی اللہ عنہ قال کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِذْ نَزَلَ عَلَیْهِ جِبْرَئِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُقَرَاءَ اُمَّتِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْاَنْبِیَاءِ بِنِصْفِ یَوْمٍ وَهُوَ خَمْسُمِائَةِ عَامٍ فَفَرِحَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَفِیْكُمْ مَنْ یُنْشِدُ نَاشِئًا فَقَالَ بَدَوِیٌّ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ هَاتِ فَاَنْشَدَ الْبَدَوِیُّ **شعر** لَقَدْ لَسَعَتْ حَیَّةُ الْهَوٰی کَبِدِیْ فَلَا طَبِیْبَ لَهَا وَلَا رَاقِیْ ؛ اِلَّا الْحَبِیْبُ الَّذِیْ شُغِفْتُ بِهٖ ؛ فَعِنْدَهٗ رُقْیَتِیْ وَتِرْیَاقِیْ فَتَوَاجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَاجَدَ اَصْحَابُهٗ مَعَهٗ حَتّٰی سَقَطَ رِدَاؤُهٗ عَنْ مَنْکِبَیْهِ فَلَمَّا فَرَغُوْا اٰوٰی کُلُّ وَاحِدٍ اِلٰی مَکَانِهٖ قَالَ مُعَاوِیَةُ بْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ مَا اَحْسَنَ لَعِبَکُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ مَهْ یَا مُعَاوِیَةُ لَیْسَ بِکَرِیْمٍ مَنْ لَمْ یَهْتَزَّ عِنْدَ سَمَاعِ ذِکْرِ الْحَبِیْبِ ثُمَّ اَقْسَمَ رِدَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَاضَرَهُمْ بِاَرْبَعِ مِائَةِ قِطْعَةٍ۔ تفسیر فتح العزیز مین ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب سب مال اپنا راہ حبیب خدا مین صرف کیا اور کمل کا کرتہ پہنکر مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مین آسکئے تو حضرت جبریل علیہ السلام پیام خداوندی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے کہ
ابوبکر کو خداوند تعالی سلام فرماکر پوچھتا ہے کہ وہ اس مفلسی مین ہی مجھ سے راضی ہے یا نہین حضرت
ابوبکر کی اسکو سنکر وہ حالت پیدا ہوئی کہ بار بار آواز بلند مثل ارباب وجد مست ہوکر فرماتے تھے
اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ اَنَا عَنْ رَبِّیْ رَاضٍ ۔ کیمیا سعادت مین ہے اخرج البیہقی کہ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی
عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا عَلِیُّ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ فَحَجَلَ یعنی ای علی تم مجھسے
ہو اور مین تم سے پس خوشی سے حضرت علیؓ نے رقص کیا اور جیسا کہ عادت عرب کی ہے چند بار زمین
پر پاؤن مارے ۔ اور واسطے حضرت جعفر کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَشْبَہْتَ خَلْقِیْ
وَخُلُقِیْ فَحَجَلَ یعنی ای جعفر تم خلقت اور خلق مین میرے مشابہ ہو پس حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے
خوشی سے رقص کیا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِزَیْدِ ابْنِ حَارِثَۃَ اَنْتَ اَخُوْنَا
وَمَوْلَانَا فَحَجَلَ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے زید ابن حارثہؓ کے کہ تم برادر اور مولا
ہمارے ہو تو انہون نے خوشی سے رقص کیا ۔ پس جو شخص کہ یہ کہتا ہے کہ یہ حرام ہے وہ خطا
کرتا ہے حضرت قطب العالم عبد القدوس گنگوہی قدس سرہ ایک مکتوب مین جو شیخ جلال قدس سرہ
کو تحریر فرمایا ہے لکھتے ہین کہ دوست خدا کا شوق اور ذوق خدا مین ہلتا ہے تو شور شوق اوسکے کا
شرق سے غرب تک کو گھیر لیتا ہے یہ نعمت خانوادہ پیران چشت مین اللہ تعالی نے رکھی ہے ۔
کیمیای سعادت مین ہے کہ اللہ تعالی کا ایک سر آدمی کے دل مین ہے جسطرح سے کہ آگ
لوہے اور پتھر مین ہے جب لوہا پتھر پر مارتے ہین تو وہ آگ جلوہ گر ہوتی ہے اسی طرح سے جب
آدمی سماع سنتا ہے تو آتش سماع کی ہر دل کو ہلاتی ہے اور وہ چیز پیدا ہوتی ہے کہ آدمی اوسمین
بے اختیار رہتا ہے ۔ حضرت جنید قدس سرہ سے پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ آواز خوش سنکر آدمی
جو باوقار ہوتا ہے یکایک قلق اور اضطراب مین پڑجاتا ہے اور حرکات غیر معتاد اوس سے صادر ہوتے ہین

فرمایاکہ روز ازل اور میثاق میں حق سبحانہ تعالیٰ نے ذریات بنی آدم سے خطاب اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کا فرمایا شیرینی اوس کلام کی ارواحون کے کانونمین ہنوز ہے جب آواز خوش سنتے ہین لذت اوس خطاب کی اونکو یاد آتی ہے اوسکی یاد مین حرکت مین آتے ہین۔ حضرت ممنون محب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ اَلسَّمَاعُ نِدَاءٌ مِنَ الْحَقِّ لِلْاَرْوَاحِ وَالْوَجْدُ عِبَارَۃٌ عَنْ اِجَابَۃِ الْاَرْوَاحِ لِذٰلِکَ النِّدَاءِ وَالتَّغَشِّیْ عِبَارَۃٌ عَنِ الْوُصُوْلِ اِلَی الْحَقِّ وَالْبُکَاءُ اَثَرٌ مِنْ اٰثَارِ فَرْحِ الْوُصُوْلِ۔ ایک شخص نے ابوسہیل صعلوکی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھاکہ سماع کیا ہے فرمایا یُسْتَحَبُّ لِاَھْلِ الْحَقَائِقِ وَیُبَاحُ لِاَھْلِ الْعِلْمِ وَیُکْرَہُ لِاَھْلِ الْفِسْقِ وَالْفُجُوْرِ۔ اور شرح بزدوی مسمی بالنودی تصنیف ابوالقاسم محمد ابن عبداللہ دمشقی مین ہے وَاَعْلَمْ اَنَّ السَّمَاعَ الَّذِیْ اخْتَلَفَ عُلَمَاءُنَا فِیْ حَقِّہٖ ھُوَ مَا کَانَ عَلٰی سَبِیْلِ اللَّھْوِ وَاللَّعَبِ بِمَجْمَعِ الْفُسَّاقِ وَشَارِبِی الْخَمْرِ وَتَارِکِ الصَّلٰوۃِ وَاَمَّا مَنْ یَسْمَعُ الْغِنَاءَ وَھُوَ صَالِحٌ دَائِمُ الصَّلٰوۃِ لَا تَارِکُ الْوِرْدِ وَقِرَاءَتِ الْقُرْاٰنِ فَلَہٗ حَلَالٌ بِلَا اخْتِلَافٍ وَکَذَا الرَّقْصُ وَالتَّوَاجُدُ یعنی جس سماع مین کہ ہمارے علماء نے اختلاف کیا ہے وہ سماع ہے کہ بطریق لہو اور لعب کے مجمع فساق اور شراب خواران وتارک صلوۃ مین ہوتا ہے لیکن جو شخص کہ صالح اور دائم الصلوۃ ہے اور کبھی اپنے ورد اور قرات قرآن شریف کو نہین چھوڑتا اوسکے لئے سماع حلال ہے اور ایسی رقص اور تواجد کا حال ہے حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک گفتار کہ بطور قول فیصل حق سماع مین ہے باب سوم بوستان سے یہان درج کیجاتی ہے۔

اگر مرد عشقی کم از خویش گیر
وگرنہ رہِ عافیت پیش گیر

مترس از محبت کہ خاکت کند
کہ باقی شوی گر ہلاکت کند

نہ روید نبات از حبوب درست
مگر خاک بردی بگردد نخست

ترا با حق آن آشنائی دہد
کہ از دست خویشتن رہائی دہد

که تا با خودی در خودت راه نیست — وزین نکته جز بی‌خود آگاه نیست
نه مطرب که آواز پای ستور — سماع است گر عشق داری و شور
مگس پیش شوریده دل پر نزد — که او چون مگس دست بر سر نزد
نه بم داند آشفته سامان نه زیر — به آواز مرغی بنالد فقیر
سراینده خود می‌نگردد خموش — ولیکن نه هر وقت باز است گوش
چو شوریدگان می‌پرستی کنند — به آواز دولاب مستی کنند
به رقص اندر آیند دولاب وار — چو دولاب بر خود بگریند زار
به تسلیم سر در گریبان برند — چو طاقت نماند گریبان درند
بگویم سماع ای برادر که چیست — اگر مستمع را بدانم که کیست
گر از برج معنی بود طیر او — فرشته فرو ماند از سیر او
وگر مرد لهوست و بازی و لاغ — قوی‌تر شود لهوش اندر دماغ
چه مرد سماع است شهوت پرست — به آواز خوش خفته خیزد نه مست
پریشان شود گل به باد سحر — نه هیزم که نشکافدش جز تبر
جهان پر سماع است و مستی و شور — ولیکن چه بیند در آئینه کور
مکن عیب درویش حیران و مست — که غرقست از آن می‌زند پا و دست
نه بینی شتر بر حدای عرب — که چونش به رقص اندر آرد طرب
شتر را چو شور و طرب در سرست — اگر آدمی را نباشد خرست

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمین اللهم صل علی محمد و آله و اصحابه و اهل بیته اجمعین

تمام شد

حق حق حق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در لطیفہ ہجدہم کتاب لطائف اشرفی حضرت سید محمد اشرف جہانگیر قدس سرہ شرح اصطلاحات و اسرار صوفیہ کہ بالفاظ ظاہر سفتند۔ نوشتہ اند نقل آن کردہ می آید تا تطبیق لغات شعرا بر وفق عبارات متضا کردہ بموقف مقصد بسرعت برسد بالنبی و آلہ الارشد۔

الف کلیسا عالم حیوانی را گویند جلیپا عالم طبائع را گویند ترسا معانی و حقائق را گویند وقتیکہ دقیق در دقیق باشد لقا ظہور معشوق است چنانکہ عاشق را الیقین حاصل گردد کہ اوست وفا عنایت ازلی را گویند بواسطہ عمل خیر و اجتناب از شر شب یلدا نہایت الوان را گویند کہ سواد اعظم است تماشا عشرت یافتن را گویند چشم شہلا ظاہر کردن احوال و کرامات و علو مرتبہ سالک است و غیر او و شہرت ازین مقام خیزد و این از مکر و استدراج خالی کم باشد۔ محب صاحب محبت را گویند عام تر از انکہ طلب مقارن آن باشد یا نہ خواہ طلب باشد و خواہ طلب نباشد محبوب حق تعالیٰ را گویند وقتی کہ مستغنی از دوستی دانند او را مطلقاً بے قیدی طلب جستن حق را گویند عام از انکہ دوست دارند یا نہ بیشتر از عبدیت و معبودیت بود طالب جویندہ حق است از راہ عبودیت و محمدت کمال نہ از روی دوستی مطلوب حق است وقتیکہ جویندہ عام تر از ان باشد کہ بدوستی منسوب بود فریب استدراج الٰہی را گویند حجاب مانعی باشد کہ عاشق را از معشوق باز دارد بنوعی از انواع از جہت عاشق نقاب مانعی باشد کہ عاشق را از معشوق باز دارد بحکم ارادت معشوق طرب انس با حق تعالیٰ و سرور دل دران شراب غلبات عشق بود با وجود اعمالے کہ مستوجب ملامت باشد درین اہل کمال را بود کہ اخص اند در نہایت سلوک مست خراب استغراق بود و نظر داشتن بر استغراق خود کباب پرورش دل است در تجلیات شب عالم غیب بود

قبیل عالم جبروت درین عالم خطی ست ممتد میان وجود و عدم قبیل میان خلق و امر قبیل میان
عالم ربوبیت و عبودیت مطرب آگاهنده بود لب کلام را گویند غنبب اقتران ملاحظه و لذت عالم
بود شباب سرعت سیر بود بے شعور را ز معرفت دقائق مقامات واین هرچه بحکم جذبه وجه بحکم سلوک
در اعمال و ریاضات و تصفیه پاک بود سخن خوب اشارت واضح در باده و غیر باده خواب فنای اختیاری بعد
محبت دوستی بود بے سببی و علاقه و سبے محرک بحق سبحانه و تعالیٰ ملاحت بے نهایتی کمالات الٰهی بود که
هیچکس به نهایت آن نرسد تا مطمئن نشود ظرافت ظهور انوار ست از حضرت الٰهی در باده شوخی
کثرت التفات بود غارت جذبهٔ الٰهی بود دوست شیفتهٔ محبت الٰهی بود قامت سزاوار پرستش
بود که جز حق را این سزاوار نیست چشم مست سر کردن الٰهی بود بر تقصیر و خورده که از سالک در وجود
آید و جزاو چنانکه هیچکس را اطلاع نیفتد و آن عفو بود عشرت لذت ست با حق سبحانه و شعور آگاهی از
لذت خرابات خرابی بود بت مقصود و مطلوب بود عبادت اجتهاد سالک بود زکوٰة ترک ایثار
بود و تصفیه هم طامات معارف بود دشت صفت قدرت بود انگشت صفت احاطت بود سلطنت
هیئت عالم است بر صفت ربوبیت محنت الم بود که از سبب معشوق بعاشق رسد اختیاری و غیر
اختیاری راحت وجود امری بود که موافق ارادت دل باشد رویت عدم قدرت از ادای
عبودیت کعبه الحضرت سعادت خواند ازلی شقاوت راند ازلی منیبت مقام اثنینیت بود (ج) حج سلوک
الی الله بود تاراج سلب اختیار سالک در جمیع احوال و اعمال ظاهری و باطنی رنج وجود امری را
گویند (ح) قدح وقت را گویند صلح قبول اعمال و عبادت و وسایط قرب صبح طلوع وقت
و احوال بود که برخلاف ارادت دل بود (خ) رخ تجلیات محض را گویند زلخ محل لذات
زبان تلخ امری را گویند که موافق طبع سالک نباشد سبب رنج عدم لذت از مشاهده چاه زنخ مشکلات
اسرار مشاهده (دال) ساعد صفت قدرت و قوت را گویند قد استوار الٰهی بود خد حالتی باشند که بعد

فراق ظاهر گردد باعث طلب بود فریاد ذکر جهر را گویند درد حالتی بود که از محبت طاری شود که طاقت
تحمل آن نه بود محب را شاهد تجلی حق باشد عید مقام جمع را گویند زهد اعراض از زیادتی و
فضولی بود باده مقام گشتن موهوبات را گویند (را) مهر میل یا اصل خودست یا وجود علم و
آگاهی از یافت لذت و دریافت مقصد سر جذبه آلهی بود که گاه سلوک برو مقدم بود یا عکس
مکر غرور دادن معشوق ست عاشق را گاه بطریق لطف و موافقت گاه بطریق قهر و مخالفت
جور باز داشتن سالک بود از عروج امیر ارادت آلهی مسالک جاری داشتن است بر سالک
تکبر بے نیازی ست از اعمال سالک را شهر وجود مطلق بود دیر مطاوعت بود یار صفت الهی را
گویند که نظر و نسبت کافه موجودات را هیچ رسم موافق تر ازین نیست سالک را چه کلمهٔ توحید
دا برا ست غمگسار صفت رحمانی بود که شمولی و عمومی دارد غمخوار صفت رحیمی حق بود که خصوصیت
دارد دلدار صفت باسطی را گویند سرور و بهجت در دل دلگیر صفت قابضی بود باندوه و محنت
در دل سیر صفت ارادت آلهی بود دور هدایت سلوک بود خمار رجعت از مقام
وصول بقهریه بطریق انقطاع شب قدر بقا سالک بود در عین استهلاک بوجود حق تعالے
کفر تاریکی عالم و تفرقه بود دیر عالم انسانی کافر صاحب اعمال تاثیر مقام خمور بهار
مقام علم گلزار مقام کشف اسرار مطلقاً بهرچه اطلاق کنند بآن اضافت کرده باشد
و آن یار خوانند ابر حجابے که سبب وصول بود و حصول شهود بواسطهٔ اجتهاد که بنمایند
جویبار مجازی عبودیت بود ناله زار جستن محبت ناله زیر الطاف محبوب محب را
گویند گوهر سخن اشارت واضح باشد سخن چون گوهر اشارت مدرکه کنار در دریافت
اسرار و دوام بود حضور مقام وحدت بود سر انانیت را گویند قطار عبارت
زر ریاضت بود گوهر معانی و صفات را گویند صبر قهر و مجبوری بود بتقدیر الهی

کبر تسلط صفات قهر را گویند بر عاشق زنار قوت دادن معشوق ست عاشق را (ز را ر)
ترکتاز جذبهٔ الٰهی وقتیکه سلوک مقدم باشد و بزحمت و مجاهده بسیار کاری کشاده نشود
ناگاه جذبه در رسد و کردار او را قبول کند و باقی احوال او تمام کند و بمقصد رساند
تاز قوت و ارادت معشوق ست عاشق را روز تتابع انوار نور و ز مقام تفرقه لمناز
مطاوعت خط سبز عالم برزخ (س) مجلس ایات و اوقات حضور حق باشد ناقوس
یاد کردن و ذکر مقام تفرقه بود نرگس نتیجهٔ عالم را گویند که در دل پیدا شود چشم نرگس
سر احوال و کمالات علوم مرتبه سالک چه از خود که مردم او را دانند که ولی ست ولیکن
او در خود نه داند که ولی ست و ولایت خود را داند لیکن او را نداند و این دو قدم از یک
جنس بود (ش) عیش دوام حضور ست و فراغت آن بتمامی قلاش معاشر و مباشر
اعمال ست چنانکه اقتضای احوال ست او باکش ترک هم و ثواب است هم از معصیت
هم از عبادت در غلبه محبت دوش صفت کبریا حق را گویند عالم ازل و محل
تکثر اسماء بناگوش دقیق را گویند (ع) شمع نور الله بود سماع مجلس را گویند
قطع ترک الم (ف) لطف پرورش عاشق را گویند زلف غیبت هویت را گویند
تاب زلف اسرار الٰهی بود پیچ زلف اشکال الٰهی بود (ق) طلب معشوق مر عاشق را
گویند علت شهوات نفس است و هرچه در آن نفس را حظی بود (ق) عشق محبت مفرط را
گویند معشوق حق تعالی بود وقتیکه طالب بجد تمام جوید از انجهت که مستحق دوستی است
من جمیع الوجوه عاشق جوینده حق را گویند شوق انزعاج در طلب حق بعد از آن که
یافت و یار و ز زمان فقدان بشرط آنکه اگر دریابد معشوق انزعاج ساکن شود ولیکن عشق
همچنان باشد باقی از دوام یافت نقصان نپذیرد بلکه زیاده شود در عشق اشتیاق کمال

امزعاج در میل کلی وطلب تمام وعشق مدام بطریق یافت ونایافت یکسان بود **فراق** غیبت را گویند
فرق صفت حیات را گویند (گ) **شنگ** احکام طوالع ولوامع انوار است از حضرت
احد در ماده شوخی **جنگ** امتحانات الٰہی را گویند بانواع بلاہای ظاہری وباطنی **میان**
باریک حجاب وجود سالک وقتیکه حجاب دیگر نمانده باشد **دل** میل رجوع بود باصل
خود بے شعور وآگاہی از اصل ومقصد ہمچون رجوع طبیعتی چون جمادات بطالع اربعه
که بے اختیار مائل انداصل را وہمچو رجوع عناصر باصل **اعمال** متابعت اوامر است **نیل**
دوستی حق بود با وجود طلب وجد تمام **جمال** ظاہر کردن کمالات معشوق است جہت زیادت
رغبت وطلب **جلال** ظاہر کردن بزرگی معشوق است از جہت استغنا از عاشق ونفی غرور
عاشق واثبات بیچارگی او وبزرگی معشوق **شکل** وجود حق تعالیٰ را گویند **شمائل** امتزاج
جمالیات وجلالیات وسرعت روا کردن **عقل** عالم تمیز را گویند **وصال** مقام وحدت
را گویند مع الله سرًا وجہرًا کاہل بطی السیر بود این گاه باشد که سبب دانستن طریق باشد
سالک را وکمال سالک باشد وہمچنین سیر الملک **مکمل** سیرہای بود که برجعت محتاج نبود
وگاه باشد که بسبب تقصیر سالک بود **محل** آرام وتکلیف بود **نقل** کشف معانی واسرار را گویند
سبیل غلبهٔ احوال ولی را گویند که فرح وترح باشد **گل** نتیجه عمل را گویند **لب لعل**
بطون کلام را گویند (م) **فہم** آلت دریافتن را گویند **رام** محل تجلیات که از عالمیان
پوشیده بود **حاکم** اوامر شرع که بر سالک جاری دارند **تظلم** استعانت بردن ست بحضرت
الٰہی از شر شیطان ونفس اماره از تقصیر خود **نسیم** باد یاد آور وعنایت بود **بام** محل تجلیات را گویند **چشم** صفت بصیری
را گویند **شراب خام** عیش ممزوج را گویند **جام** احوال بود **اسلام** متابعت دین
بود واعمال متابعت **دام** مقادیر بے اختیاری را گویند **سلام** درود ومحمدت بود

پیام اوامر و نواهی که خلائق بآن امتثال نمایند غم بعد بند واندوه و محنت و طلب معشوق را
گویند ستم تصفیه ظاهری و باطنی بود چشم موقف بود خشم ظهور صفات قهری را گویند
بر خود ستم پرورش سالک (دنون) کین تسلط صفات قهری بود تاختن ایقان اتیان
الهی بود آستان اعمال و عبادات بود مهربان صفت ربوبیت را گویند جانان صفت
قیومی که جمله موجودات قیام بدو دارد و اگر از اضابطه بموجودات پیوسته نشود قیام عالم
ممکن نه بود دین اعتقادی را گویند که از مقام تفرقه سر بر زند بیابان دقایق طریق
را گویند فروختن ترک تدبیر و اجتهاد بود گردن تسلیم و جود دست بحکم مقادیر و ترک
تدبیر و اجتهاد بدل کردن عدول بود از چیزی بچیزی و بخشی باغ شی در باختن
محو کردن احوال ماضیه از نظر باطن ترک کردن قطع اعمال از هر چیزی خاستن
قصد و عزیمت بود نشستن سکینه بود رفتن عروج بود از عالم سفلی بعلوی آمدن
رجعت بود بعالم بشریه از عالم ارواح یا از استغراق و سکر درون عالم ملکوت بود بیرون
عالم ملک تابستان مقام معرفت بود زمستان مقام کشف بود بستان محل
کشادگی ای صفت بساطت عام تر از انکه مخصوص بود ریحان نوری بود که از
غایت تصفیه و ریاضت حصول شده بود باران نزول رحمت بود آب روان فرح
دل بود پای کوفتن تواجد دست زدن محافظ و مراقبه اوقات بود چهره گلگونه
تجلیات که در غیر ماده بود در خواب و یا بیداری یا بعالم بیخودی لب شکرین کلام
منزل که انبیا را بواسطهٔ ملک و اولیا را بواسطه تصفیه باشد لب شیرین کلام بواسطه
بشرط ادراک و شعور دهان آن صفت متکلمی دهان شیرین صفت متکلمی بطریق تقدس
خارج از فهم و ... انسانی سخن اشارت و انتباه الهی بود سخن شیرین اطلاقات

الہی بود انبیا را بواسطہ وحی و اولیا را بواسطہ الہام دُرِ سخن مکاشفات و اسرار و اشارات
الٰہی در مادہ و غیر مادہ محسوس و معقول گوہر سخن اشارت واضح را گویند در مادہ و غیر
مادہ معقول و محسوس زبان آن اسرار الٰہی بود زبان شیرین امرے را گویند کہ
موافق تقدیر باشد میان آن سابقہ کہ درمیان طالب و مطلوب ماندہ باشد از سیر
و مقام حجاب موی میان نظر سالک بقطع محبت از خود و غیرہ حسن جمعیت کمال
معشوقست سلطان جریان احوال بر عاشق چنانچہ عادت اوست ہجران التفات
بغیر حق از درون و برون پیر مغان اشارت بہ مرشد محقق کلبۂ احزان وقت حزن بود
میدان مقام شہوت را گویند چوگان تقدیر جمیع امور بطریق صبر و قہر
فغان آن ظاہر کردن احوال درون مردن طرف دوراندکی از حضرت حق
ساربان راہ نمای بود ایمان مقدار و آتش بود حسن جمعیت کمالات را گویند
(واو) آرزو میل است باصل خود باندک آگاہی و علم بعضے از اصل و مقصد گیسو طریق
طلب را گویند سر و علوم نبہ بود کمان ابرو عرض سقوط بر سالک بسبب تقصیر
و باز بحکم عنایت ساقط ناکردن از درجہ مقام جفت ابرو سقوط سالک از درجہ مقام بسبب
کردن تقصیر و باز تصعد او بحکم جذبہ و عنایت و بمقامی و درجہ کہ بود طاق ابرو اہمال کردن
است در سقوط سالک از درجہ و مقام بسبب تقصیر گذاشتن راوران نشو ترقی بود شست شو
برداشتن خردہا را گویند کہ از تقصیر در وجود آمدہ بود وصفای حضور عاشق و معشوق
جستجو خردہا کردی را گویند از ہر طرف کہ باشد گفتگو کتاب محبت انگیز بازو اہمال
مشیپ است (ہ) کرشمہ التفات بود شیوہ اندک جذبہ الٰہی کہ گاہ باشد و گاہ نہ
کہ موجب غرور و غفلت نہ بود خانہ خودی بود کُنہ ماہیت الٰہی بود برون از ادراک

کافۂ عالمیان دستگاہ حصول جمیع صفات کمال با وجود قدرت بر ہر صفتی حجلۂ متصف
شدن بہ صفات کمالات دیدۂ اطلاع الٰہی بود مژۂ اہمال اعمال است ہر سالک را
ستر او جہرا بحکم حکمت الٰہی تیر مژۂ اہمال ناکردن سالک سرّا وجہرا چشم آہوانہ
ستر کردن الٰہی تقصیرات سالک را از عین سالک ولیکن آگاہ کردن سالک را از تقصیر
کہ کردہ باشد وازان نیز کہ از غیر او سبزہ عین معرفت بود شراب پختہ
عیش صرف بود شراب خانہ عالم ملکوت بود میخانہ عالم لاہوت بود میکدہ
قدم مناجات بود خمخانہ غلبات ومہبط غلبات کہ از عالم دل است مادۂ عشق
وقتیکہ ضعیف بود درین عوام را نیز بود جبر اسرار ومقامات واحوال
بود کہ در سلوک از سالک پوشیدہ بود شبانگاہ ملکہ شدن احوال بود توبہ باز
گشتن از چیزے ناقص بسوے کمال زکوٰۃ ترک وایثار بود کعبہ مقام وصول
خرقہ صلاحیت را گویند وصورت سلامت سجادہ سر باطن را گویند یعنی
ہر چہ نفس دران باشد لالہ نتیجہ معارف بود کہ مشاہدہ کنند شگوفہ علوم نزہ بود
بنفشہ تکیہ را گویند کہ قوت ادراک دران نہ کنند ترانہ آئین محبت را گویند
چہرہ تجلیات بود کہ قابل اطلاع سالک باشد خال سیاہ عالم غیب خط سیاہ غیب الغیب
سلسلہ اعتصام خلائق سینہ صفت عالم الٰہیت را گویند ہدیہ ولایت بود کہ بہر نوع باشد
از اجتبا واصطفا بوسہ استعداد قبولی کیفیت کلام را علمی وعملی صوری ومعنوی غمکدہ
مقام مستوری وہ ودیعہ وجود مستعار بود آہ علامت کمال عشق کہ زبان از بیان قاصر بود پردہ
موانع کہ میان عاشق ومعشوق بود دی مستوری تقدیس برّی رو کردن اعمال عباد را
سرکشی مخالف ارادت ومراد سالک بود توانائی صفت فاعل مختار را گویند تندی

صفت قهاری چنانکه مقتضای الٰهی بود توانگری حصول جمیع کمالات منوآری احاطت و
استیلای الٰهی بود آشنائی تعلق وقید ربوبیت بمخلوقات کلیًّا وجزئیًّا چون تعلق
خالصه بمخلوق بیگانگی اشتغال عالم الله که هیچ وجه مماثلت ومشابهت ندارد کوی مقام عبادت
دلگشای صفت فتاحی درمقام آتش دردل جان افزای صفت باقی ابدی بود که
فنائی را بدو راه نبود موی ظاهر هویت یعنی وجود که همه کس را معرفت او علم
حاصل است وباو راه نه پیشانی ظهور اسرار الٰهی چشم خماری ستر کردن تقصیر سالک
را گویند لیکن کشف آن بر ارباب کمال که از واکمل واعلی واجلی باشد چه غلبات عشق
باوجود اعمال که مقارن سلامت باشد واین خواص را باشد ساقی شراب رساننده
بود یعنی مفیض اسرار الٰهی دردل صراحی مقام مستی فرو گرفتن عشق جمیع صفات
درونی وبیرونی را وآن سکر اول است نیم مستی آگاهی در استغراق ونظر داشتن
بر استغراق هشیاری افاقات از غلبهٔ عشق صفات درونی وبیرونی را واین صحو الست
زندگی قطع نظر است از انواع اعمال در طاعت لاابالی باک نه داشتن از هر نوع که
باشد پیش آید گوید وکند صبوحی محادثه را گویند عیوقی مسافرت را گویند
زردی صفت سلوک سرخی قوت سلوک سبزی کمال لطف را گویند باقی
کلها را قیاس کنند باین رنگها که گفته شد از هر قبیله که باشد تاویل از آن گیرند
سپیدی یکرنگی را گویند بتوجه تمام کند کبودی تخلیط محبت را گویند بوی آگاهی
از مساعدات او پیوستگی دل را گویند نای پیغام محبوب روی مرات تجلیات
را گویند ماه روی تجلیات در ماده وقتیکه در خواب یا در حالت بیخودی باشد گوی
مجبوری ومقهوری سالک پیش چوگان تقدیر الٰهی بیماری قلق وانزعاج درونی را گویند

زندگی قبول و اقبال است تندرستی برقرار ماندن دل را گویند افتادگی ظہور حالت را
گویند خرابی تصرفات و تدبیرات عقل را گویند بیہوشی مقام طش بود دیوانگی طعنہ
احکام عشق را گویند بدہوشی استہلاک ظاہری و باطنی بندگی مقام تکلیف آزادی
مقام حیرت بی نوائی ناتوانی بود فقیری عدم اختیار کہ علم و عمل از و مسلوب بود
دوری شعور بمعارف کیفیات عالم تفرقہ و دقائق آنرا گویند کاہلی بطی السیر بود یاری
توجہ خالص کہ از اعمال امید ثواب نداشتہ باشد سردی برد نفس گرمی حرارت
محبوب را گویند بیداری عالم صحو پاکبازی توجہ خالص کہ از عمل نہ ثواب خواہد
نہ علو مرتبہ۔ انتہی۔

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ رسالہ سماع مولفہ ہادی طریقت و دین و رہنمای شریعت متین سالک جادۂ
طاعت خدا عاشق جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین جناب مولانا و
مقتدانا حاجی حافظ محمود بخش صاحب چشتی صابری اکبرآبادی بصحت تمام باہتمام
سید اسحاق علی و شیخ نصیرالدین احمد چشتی بتاریخ ۱۸ ماہ ربیع الاول ۱۳۱۵ھ ہجری نبوی
در مطبع لامع النور شہر آگرہ محلہ گلاب خانہ بزیور طبع مزین گشتہ مطبوع طبایع خلائق شد

تمام شد بالخیر

اشتہار

مخدرات سراپردہ ہای قرآنی

چہ دلبرند کہ دل می برند پنہانی

عرفان اسرار معرفت الہی وطالبان آثار حقیقت رسالت پناہی کو مژدہ ہو کہ درین ایام سعادت التیام ایک کلام مجید بطرز جدید ہمارے مطبع مین زیر طبع ہے جسکی کہ فی زمانہ ہر اہل اسلام کو اشد ضرورت ہے وہ یہ کہ متن مین عمدہ بامحاورہ اُردو ترجمہ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ کا ہے اور حاشیہ پر تفسیر منحۃ الجلیل اُردو ترجمہ معالم التنزیل کا درج ہے جسکو اسوہ علماء زمان جناب مولانا بالفضل اولانا مولوی مفتی عزیز الرحمن صاحب دیوبندی نے عربی سے بالاستیعاب بامحاورہ ترجمہ کیا ہے واضح ہو کہ تفسیر معالم التنزیل کو امام ہمام محی السنّت بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف کیا ہے حق یہ ہے کہ جو قول مصنف موصوف نے متعلق بہ تفسیر لکھے ہین وہ بسند متصل رسول مقبول صلعم سے روایت کیے ہین یا اقوال مفسرین معتبرین از صحابہ وتابعین وتبع تابعین وائمہ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نقل کیے ہین ناظر کو دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ مصنف ممدوح نے کیسے کیسے مضامین جو کہ کلام الہی واحادیث نبوی سے متعلق ہین بیان فرمائے ہین یعنی جس آیت کا مذکور کسی طریق سے احادیث مین وارد ہے اوسکو اوسکے موقع مناسب پر ایسا صحیح نقل فرمایا ہے کہ جسکی تصدیق ملاحظہ قرآن مجید سے ہوگی قطع نظر علم تفسیر تو بنفسہ ایک مجموعہ علوم کا ہے کیونکہ اوس سے حالات امم ماضیہ وقصص عبرت افزا ورد مخالفین واحوال بعث ونشر وکوائف مختلفہ ونیز اختلاف ادیان وترکیب بدن وطب روحانی وعلامات کفر وایمان وعقائد واعمال وعبادت وریاضت وترغیب جنت

وترتیب و شرح وغیرہم جزو کل معلوم ہوتے ہین غرضکہ تفسیر ہذا فوائد حکمت و فوائد علوم و منافع
اقسام سے پر ہی اسلیے کہ علم تفسیر شرح لوس کلام پاک کی ہی جو اقصی الغایات عالم علوم اولین و آخرین عالم
ہی چنانچہ خود خالق اکبر مالک جن و بشر ارشاد و ارشاد فرماتا ہی وان من شیء الا عندنا خزائنہ ولا رطب ولا
یابس الا فی کتاب مبین بندونکو خدا سے ملانیوالا اور طالب حق کو باطل سے چھڑانیوالا اس سے زیادہ
کسی کا کلام نہین کقولہ تعالیٰ - ذلک الکتب لا ریب فیہ تدبیر معاش و معاد مین بے بدل
و تفریق امر معروف و نہی عن المنکر مین بے مثل نسخہ کیمیا ہی تو یہ ہے صحیفہ کاملہ بے بہا ہی تو یہ ہی الحق
اس معدن سے وہ جوہر ایمان ہاتھ آتا ہے لاشک اس مخزن سے وہ گوہر ایقان نکلتا ہے کہ طالب صراط
مستقیم کو طلب حب دنیا و مافیہا سے مستغنی کرتا ہے بموو ائیکہ من لم یتغن بالقرآن فلیس منا
ایک اشارہ ہی غنا ظاہری و باطنی کا - غرضکہ شائقین تفاسیر و آثار و ناظرین تواریخ و اخبار
کو ایسا جامع نسخہ کہین دستیاب ہوگا - بوجہ طوالت بسم اللہ کی تفسیر مع شرح لفظ آمین کے
علیحدہ لکھی جائیگی - ہر مہینے مین چار پارے انشاء اللہ تعالیٰ شائع ہونگے قیمت چار پارونکی
مع محصول ڈاک ایک روپیہ مقرر ہے جو صاحب خریدار ہون اونکو مکمل کلام مجید لینا ہوگا
ورنہ در صورت نقص کلام الٰہی گناہ نامتناہی متیقن ہے - مشتریان کی خدمت مین عرض ہے
کہ بوقت پہونچنے پیکٹ پارون کے بعد ملاحظہ و بصورت خلاف نمونہ ہونے کے واپس فرماوین
فوراً اوسکا بدل ارسال ہوگا - دس جلد کے خریدار کو ایک جلد کمیشن مین دیجائیگی - دریافت طلب
امور کے لیے جوابی کارڈ یا ۱ کا ٹکٹ آنا چاہیے - **ہفت سورہ** جلی قلم مترجم محشی بتفسیر جلالین
اردو مع خواص و فوائد مثل رہائی محبوس و بازگشت مفرورین و بازیابی اشیای گم شدہ و کشادگی بخت دختر و دافع
امراض چیچک و وبا وغیرہ و حصول زیارت حضرت رسول خدا صلعم ہر مسلمان کو اسکا رکھنا ضروریات سے ہے کاغذ ولایتی
۴۲ ار او ر دیسی ۱۲ ر - **تاریخ یوسفی** اس مین حالات ریاست جاورہ و ذکر جنگ ٹکر و انگریز و شورش